ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بانی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

یکم ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ
۶ جنوری ۱۹۸۴ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

ہدیہ ۲/ روپے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ و تشریح — محمد سعید الرحمٰن علوی

مضطر کی بیع وغیرہ

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللہُ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم عَنْ بَیْعِ الْمُضْطَرِّ وَعَنْ بَیْعِ الْغَرَرِ وَعَنْ بَیْعِ الثَّمَرَۃِ قَبْلَ اَنْ تُدْرِکَ (ابوداؤد)

سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول محترم، نبی معظم، قائدنا الاعظم الاکرم محمد عربی صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وسلامہ نے منع فرمایا۔

۱۔ مضطر کی خرید و فروخت سے۔

۲۔ ایسی چیز کی بیع سے جس کا ملنا یقینی نہ ہو۔

۳۔ اور پھلوں کی تیاری سے قبل ہی ان کو فروخت کر دینے سے۔

اس حدیث پاک میں تین چیزوں سے رسول اکرم علیہ السلام کا منع کرنا ذکر کیا گیا ہے۔

۱۔ مضطر کی خرید و فروخت سے اس لئے کہ بعض اوقات آدمی فقر و فاقہ یا اس قسم کے پریشان کن حالات کا شکار ہو کر اپنی کوئی چیز بیچنے یا ضروریاتِ زندگی میں سے کسی چیز کے خریدنے کے لئے مجبور ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے شخص کو شریعت مضطر کہتی ہے۔

اضطرار کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے۔ اور کئی جگہ —— مردار جانور، ذبح کے وقت بہنے والا خون، خنزیر اور وہ جانور جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کا تقرب حاصل کرنے کے لئے نامزد کر دیا جائے۔ ان چیزوں کو قرآن نے حرام کہا۔ لیکن فرمایا کہ اگر کوئی شخص مضطر و مجبور ہے، حلال کھانے کو نہیں، مرنے کا اندیشہ ہے تو محض جان بچانے کی غرض سے ضرورۃً اس سے کھا سکتا ہے —— اسی قسم کا مجبور و فلاکت زدہ انسان گھر کی کوئی چیز فروخت کر دینے پر تُل گیا ہے تو بے درد تاجروں کو اس کی مجبوری سے ناجائز فائدہ نہ اٹھانا چاہئے۔ چونکہ ایسے وقت میں اس قسم کا خطرہ موجود ہے کہ لوگ اس کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھائیں گے اس لئے نبی علیہ السلام نے اس سے معاملہ کرنے سے روکا اس سے معاملہ کرنے کے بجائے انسانی اور اسلامی حقوق کا لحاظ کر کے اس کی امداد و اعانت کی جائے۔

۲۔ بیع غرر، ایسی چیز کی خرید و فروخت کو کہتے ہیں جو ہنوز ہاتھ میں نہیں اور اس کا ملنا یقینی نہیں مثلاً کسی شکار کا سودا کر لیا اور ایسے حال میں کہ ابھی کچھ سامنے نہیں یا جال کا سودا کر لیا کہ جال لگا کر جتنی مچھلیاں آئیں گی وہ اتنے میں فروخت ہوں گی تو یہ صورت قطعاً حرام ہے کہ اس میں فریقین کا نقصان ہے۔ اس لئے اس قسم کے ٹھیکے قطعاً نادرست ہیں جو آج کل عام ہوتے ہیں کہ محکمہ ماہی گیری بنا کر لوگوں کے ہاتھ پاؤں جکڑ دئے یہاں محکمہ کے لوگ تو پلتے رہیں گے، ان ٹھیکیداروں کا جو ہوگا سو ہوگا۔ انہیں متعینہ رقم دینی ہے چاہے چوری کر کے دیں یا ڈاکہ ڈال

(باقی ۸ پر)

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور



جلد ۲۹ • شمارہ ۲۷
یکم ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ • ۶ر جنوری ۱۹۸۴ء

—— رئیس الادارہ ——
شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عبید اللہ انور

—— مجلس ادارت ——
مولانا محمد اجمل قادری
محمد سعید الرحمٰن علوی
ظہیر میر ایم اے ایل ایل بی

اس شمارے میں

بدل اشتراک

سالانہ	ششماہی	سہ ماہی
-/۸۰	-/۴۵	-/۲۵

فی پرچہ -/۲ روپے

طابع: منہاج الدین اصلاحی مطبع شرکت پرنٹنگ پریس لاہور
ناشر: مولانا عبید اللہ انور
مقام: اندرون شیرانوالہ دروازہ، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ریکارڈ کی درستگی ضروری ہے

ملک کے مشہور انگریزی روزنامہ "ڈان" کی اشاعت مجریہ ۱۱ر نومبر ۱۹۸۳ء میں مشہور پاکستانی سفارت کار ڈاکٹر افضل اقبال صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا۔ اس مضمون میں مسٹر محمد علی جناح صاحب کے بعض سخت ترین الفاظ کا تذکرہ کیا ہے۔ جو انہیں راجہ صاحب محمود آباد کی وساطت سے معلوم ہوئے۔ راجہ صاحب اثنا عشری مسلک کے پختہ کار آدمی تھے اور ان کا خیال تھا کہ جناح صاحب تقسیم کے بعد ہندوستان میں موجود مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے ہندوستان میں رہیں۔ لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ جب راجہ صاحب کی اس سلسلہ میں جناح صاحب سے بات ہوتی تو جناح صاحب نے اپنے آپ کو پاکستان کے لئے ناگزیر قرار دیا اور کہا کہ:

"اگر انہیں یقین ہوتا کہ نئی ریاست (پاکستان) کو تسلی بخش حد تک متبادل قیادت میسر ہے تو وہ بخوشی ہندوستان میں رہ جاتے"۔

پھر کہا کہ:

"اگر مجھے معلوم ہو کہ پاکستان کا مستقبل میرے بغیر یقیناً محفوظ ہے تو میں آج رات ہی ہوائی جہاز سے چل پڑوں گا"۔

لیکن ایسا نہ ہو سکا اور بقول مضمون نگار جناح صاحب نے راجہ صاحب کو نام سے مخاطب کرتے ہوئے کہا:۔

"امیر! تم نہیں جانتے کہ یہاں صورت حال کیا ہے؟ میں غداروں میں گھرا ہوا ہوں۔ میں پاکستان کی قسمت ان کے حوالے نہیں کر سکتا"۔

ڈان کے اس مضمون کے بعد ۲۵ر دسمبر ۱۹۸۳ء کے نوائے وقت

لاہور میں بادشاہ بخیر عبداللطیف صاحب سیٹھی نے "تاریخ کا ریکارڈ" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا۔ جس میں ڈان کے اس مضمون کا حوالہ دینے کے بعد لکھا کہ یہ قصہ ۱۹۴۸ء کا ہے۔ جب راجہ صاحب نے جناح صاحب سے یہ تقاضا کیا اور جناح صاحب نے یہ جواب دیا۔

سیٹھی صاحب سوال اٹھاتے ہیں کہ اس وقت ان کے ارد گرد کون تھے؟ اور کن لوگوں نے انہیں گھیر رکھا تھا؟ سیٹھی صاحب نے خود ہی جواب کے طور پر چند طبقات کا ذکر کیا لیکن جزماً نہیں بلکہ امکانات کی دنیا میں۔ پہلے تو مرکزی کابینہ کے لوگ ہو سکتے ہیں یا پھر صوبوں کے وزرا اور مسلم لیگ کے مرکزی اور صوبائی ارکان یا پھر بیوروکریٹ جن میں مسٹر غلام محمد خان اور چودھری محمد علی بطور خاص قابلِ ذکر تھے۔

سیٹھی صاحب نے صوبوں اور مرکز کے مسلم لیگی اراکین کے نام گنوائے ہیں مرکزی کابینہ کے شرکاء کی فہرست دی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ جناح صاحب کے پروگرام کے تحت جانشینی کا حق صرف تین آدمیوں کو تھا — راجہ محمود آباد، نواب بھوپال اور سر آغا خان (ان میں سے ایک اثنا عشری اور دوسرا آغا خانی گروہ کا لیڈر رہے) یہ تین حضرات بقول سیٹھی صاحب غیر متنازعہ تھے ان میں سے کوئی بھی ہوتا تو ٹھیک ہوتا لیکن راجہ محمود آباد ہندوستان میں رہنے پر مُصر تھے نواب بھوپال کے سامنے ریاستی مسائل تھے اور آغا خان کی نامزدگی کا کسی نے نوٹس نہ لیا —— اور خواجہ ناظم الدین کو جناح صاحب کی جانشینی کے لئے نامزد کر لیا گیا

سیٹھی صاحب لکھتے ہیں:

"یہ ایک نہایت ہی ناعاقبت اندیشانہ فیصلہ تھا جو ثابت بھی ہوا اور بعد کے حالات اس غلط فیصلہ کے منطقی نتیجے میں رونما ہوئے اور ناظم الدین کے متعلق جناح صاحب کی رائے یہ تھی کہ وہ ہماری تمام کمزوریوں کی سب سے بڑی کمزوری ہے۔"

یہ لکھ کر سیٹھی صاحب کا قلم رُک گیا اور فرمانے لگے:۔

"یہ بحث ہم یہاں ختم کرتے ہیں۔" ع

تو خود حدیث مفصل بخواں ازیں مجمل

اس ساری کہانی پر کسی تبصرہ کی ضرورت تو نہیں لیکن ہم یہ ضرور کہنا چاہیں گے کہ جناح صاحب نے اپنے عزیز رفقاء کو کھوٹے سکے بھی کہا تھا اور اس مضمون کے بقول خائن، دشمن اور غدار بھی کہا۔ ان لوگوں کی نقاب کشائی بیحد ضروری ہے۔ اور محض ایک غریب ناظم الدین کے متعلق جناح صاحب کی رائے نقل کر کے بات نہ بنے گی بنگالی مسلمان پھر کہیں گے اور انہیں یہ کہنے کا حق ہوگا کہ ناظم الدین کو یہ گالی اس کے بنگالی ہونے کے سبب دی گئی۔ باقی لوگوں کو نظر انداز کر دیا گیا تو یہ صحیح نہیں — وہ مظلوم علماء اور نیشنلسٹ مسلمان جن کی قیادت مولانا مدنی، مولانا آزاد، مفتی کفایت اللہ، مولانا لاہوری، امیر شریعت رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے اساطین ملّت کر رہے تھے وہ کچھ تو ادھر رہ گئے جو یہاں تھے وہ بالکل خاموش اور پس پردہ تھے۔ مجرم تھے تو جناح صاحب کے رفقاء اور نہیں تھے تو بھی یہی۔ سوال یہ ہے کہ ایک دیدہ ور شخص تو مردم شناسی کے فن میں اتا رو ہوتا ہے وہ خوب پھان پھٹک کے رفقاء کی ٹیم تلاش کرتا ہے لیکن کیا مجبوری تھی کہ ایسا نہ ہو سکا —— اور جنہیں چھانٹا گیا وہ وہ تھے جن کا کردار سامنے ہے۔ ضرورت ہے کہ تاریخ کے ریکارڈ کی درستگی کے لئے قوم کو بتلایا جائے کہ اس وقت فوج کی قیادت، صوبوں کی سربراہی، وزارت

(باقی ۱۶ پر)

مجلسِ ذکر

ضبط و ترتیب : ادارہ

الکوثر، نبی علیہ السلام کو بخشی جانے والی ایک نعمت

نماز، ذکر اور اتباعِ سنّت کا التزام اس نعمت کے حصول کا ذریعہ ہے

پیرِ طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم

محترم حضرات و معزز خواتین!

جیسا کہ اس سے قبل بیان ہو چکا کہ یہ مہینہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم کی ولادت و وفات کا مہینہ ہے تو اس نسبت سے ایک ایسی نعمت کا آج ذکر مقصود ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول کو بخشی اور جس کا بڑے اہتمام سے قرآن میں ذکر کیا۔ اس نعمت کے نام پر قرآن میں مستقل سورت ہے میری مراد "الکوثر" سے ہے — حدیث میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے بیٹھے بیٹھے سر جھکا لیا کیفیت وحی نظر آنے لگی۔ پھر سر اٹھایا تو مسکرا کر یہ سورۃ پڑھی اور فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ کوثر کیا ہے؟ اس کے بعد خود ہی فرمایا یہ ایک نہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دینے کا وعدہ کیا۔ اس میں بڑی خوبیاں جمع ہیں میری امّت قیامت کے دن اسی حوض پر اترے گی۔ اس کے ظروف اور پیالے ستاروں کی تعداد کے برابر ہیں۔ ایک ایسا بندہ ہوگا۔ جس کو ان اترنے والوں میں سے کھینچ کر الگ کر دیا جائے گا تو مَیں عرض کروں گا اے اللہ! یہ تو میری امّت ہے ارشاد ہوگا تم واقف نہیں کہ تمہارے پیچھے اس نے دین میں کیا نئی نئی چیزیں نکال لی تھیں؟

حضور علیہ السلام کے ایک ارشاد کے مطابق اس نہر کے دو کناروں پر موتی کے خیمے ہیں اس میں ہاتھ ڈالیں تو وہ مشک کی طرح خوشبودار ہو جاتا ہے —— اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے — اس کی سطح موتی، مونگے، زبرجد اور یاقوت کی ہے —— اس کے ظروف برتن جو ستاروں کی تعداد میں ہیں وہ سونے چاندی کے بنے ہوئے ہیں۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ کوثر کے متعلق پچاس سے زائد صحابہ کرام کی روایات ہیں جن میں چاروں خلفاء عظام حضرت ابن مسعودؓ، حضرت ابن عباس، حضرت حسن بن علیؓ، حضرت ابی بن کعب، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت جابرؓ، حضرت انس اور حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی شامل ہیں۔

اس نہر کی کیفیت اور اس کے کمالات و خصائص کا ان احادیث سے اندازہ ہوتا ہے اور ساتھ یہ سعادت بھی معلوم ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم کی امّت اس پر اترے گی۔ حضور علیہ السلام اسے پانی پلائیں گے۔ ایسا پانی جس کے بعد کبھی پیاس نہ ہوگی۔

(باقی ۱۶ پر)

خطبہ جمعہ

ضبط وترتیب : علوی

نبی علیہ السلام کی جامع اور ہمہ گیر دعائیں

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

بعد از خطبہ مسنونہ ـــ بزرگانِ محترم ، برادرانِ عزیز !

دعاؤں سے متعلق چند صحبتوں میں طویل سلسلہ کلام سامنے آیا ـ آج آخری طور پر چند ایسی دعائیں ذکر کی جائیں گی جو بقول کسے "جامع اور ہمہ گیر" ہیں ـ ان میں سے ہر دعا ایک مستقل خزانہ اور دارین کی سعادتوں کی حامل ہے ـ

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ لِیْ دِیْنِیْ اَلَّذِیْ ھُوَ عِصْمَۃُ اَمْرِیْ وَ اَصْلِحْ لِیْ دُنْیَایَ اَلَّتِیْ فِیْھَا مَعَاشِیْ وَ اَصْلِحْ لِیْ اٰخِرَتِیْ اَلَّتِیْ فِیْھَا مَعَادِیْ وَ اجْعَلِ الْحَیٰوۃَ زِیَادَۃً لِّیْ فِیْ کُلِّ خَیْرٍ وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَۃً لِّیْ مِنْ کُلِّ شَرٍّ (رواہ مسلم)

اس مبارک دعا میں دین ، دنیا اور آخرت کے متعلق اللہ رب العزت سے جس طرح فریاد کی گئی ہے اس کا صحیح اندازہ تو انہی حضرات کو ہو سکتا ہے جنہیں قرآن کی زبان عربی سے کچھ مناسبت و تعلق ہے ـــ بہر حال یہ بات کہنا بالکل صحیح ہوگا کہ ان چند جملوں میں اللہ تعالےٰ کے نبی نے ہر وہ بات بتا دی جس کا انسان کے کسی طور سے تعلق ہے ـــ ترجمہ ملاحظہ فرمائیں اور ذہن میں رکھیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بقول حضور علیہ السلام معمولاً یہ دعا فرماتے ـ ترجمہ ہے :ـ

"اے میرے مالک و خالق! میری دینی حالت درست فرما دے کیونکہ میری حقیقی خیریت اور سلامتی کا تمامتر انحصار اور دار و مدار اسی پر ہے ـ میری دنیا کی حالت درست فرما دے ـ جس میں مجھے یہ محدود زندگی گذارنا ہے ـ میری آخرت کی اصلاح فرما دے جہاں مجھے لوٹ کر جانا اور ہمیشہ رہنا ہے میری زندگی کو خیر اور بھلائی میں اضافہ اور زیادتی کا ذریعہ بنا دے اور میری موت کو ہر قسم کے شرّ سے راحت وحفاظت کا وسیلہ بنا دے ـ"

حضور علیہ السلام نے فی الحقیقت دریا کو کوزہ میں بند کر دیا اور اس زندگی کے ابتدائی شب و روز سے لے کر دارِ آخرت تک پورے ادوار کو شامل فرما لیا ـــ دین ہے تو وہ فی الحقیقت بنیاد ہے ـــ دنیا ہے تو اس زندگی سے اسے الگ نہیں کیا جا سکتا ـــ آخرت ہے تو اس سے مفر نہیں اور موت ہے تو وہ ایک عجیب موڑ ہے وہاں جو سنبھل گیا اسے پھر خیر ہی خیر ہوگی اور جو وہاں نہ سنبھلا (اللہ رحم کرے) اس کا ٹھکانہ خراب ـــ رب العزت بچائے ـ

اسی طرح حضرت انس

رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بقول صحیح بخاری و مسلم کی روایت کے مطابق نبی علیہ السلام اکثر یہ دعا فرماتے :

اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ـ

یہ دعا سورۂ بقرہ میں بھی ہے وہاں اللّٰھم اٰتنا کے بجائے ربّنا اٰتنا ہے اور اس میں کوئی فرق نہیں ـ اس میں دارین کی بھلائیاں رب العزت سے مانگنے کی تعلیم ہے ـــ یہ طے ہے کہ ہر بھلائی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے قبضہ میں ہے اور جسے بھلائی نصیب ہو گئی اسے اور کیا چاہئے؟

ہدایت وتقویٰ کی درخواست

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حوالہ سے امام مسلم رحمہ اللہ تعالےٰ ایک مختصر دعا نقل کرتے ہیں جو "جوامع الکلم" کی انتہائی خوبصورت مثال ہے ـــ اور الفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ بھی اکثر اوقات پڑھی جاتی ؛

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْھُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی ـ

"میں آپ سے ہدایت ، تقویٰ ، پاکدامنی اور مخلوق کی نامحتاجی کا سوال کرتا ہوں ـ"

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے آپ صحت[1]، عفت[2] و پاکدامنی[3]، امانت[4]، حسن اخلاق[5] اور تقدیر پر راضی رہنے کی درخواست و فریاد بھی بالعموم کرتے ـ (دعوات الکبیر از امام بیہقی رحمہ اللہ تعالےٰ)

کامیابی ونجات کی درخواست

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حوالہ سے امام حاکم قدس سرہٗ نے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ عرض کرتے :ـ

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالسَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ وَّ الْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَّالْفَوْزَ بِالْجَنَّۃِ وَالنَّجَاۃَ مِنَ النَّارِ ـ

"اے اللہ! ہم آپ سے سوال کرتے ہیں ایسی چیزوں کا جو تیری رحمت کا موجب ہوں ، تیری مغفرت کو پکّا اور پختہ کرنے والی ہوں ـ ہر گناہ سے محفوظ رہنے اور ہر نیکی کی توفیق طلب کرتے ہیں اور تجھ سے جنت کی درخواست کرتے ہیں اور دوزخ سے نجات و پناہ مانگتے ہیں ـ

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بقول (رواہ بزّاز) آپ عرض کرتے :ـ

"مولا ! مجھے شکر کرنے والا اور صبر کرنے والا بندہ بنا دے ، مجھے اپنی نگاہ میں چھوٹا لیکن دوسروں کی نگاہ میں بڑا بنا دے ـ"

اپنی نگاہ میں تو انسان اپنے آپ کو ہیچ ہی سمجھے اور یہی خیال کرے کہ مَیں کچھ نہیں لیکن دوسرے اسے حقیر و ذلیل نہ سمجھیں ـ

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بقول دعا ہوتی :

"اے اللہ! اپنے ذکر و نصیحت کے لئے میرے دل کے کان کھول دے اور مجھے اپنی اور اپنے رسولؐ کی اطاعت کی توفیق نصیب فرما ـ اور اپنی کتاب پر مجھے عمل کی توفیق بخش ـ"

(رواہ الطبرانی فی الاوسط)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بقول درخواست ہوتی ـ

"اے اللہ ! میری ہر دشواری کو آسان کر کے مجھ پر مہربانی فرما ، میری ساری دشواریوں اور مشکلات کو آسان کرنا تیرے لئے بالکل آسان ہے اور مَیں تجھ سے استدعا و درخواست کرتا ہوں دنیا اور آخرت میں سہولتوں کے لئے ، آسانی کے لئے اور کامل عافیت

کے لئے۔ (معجم اوسط للطبرانی)

حضرت بُسر بن ارطاۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت امام احمد، ابن حبان اور حاکم رحمہم اللہ تعالےٰ نے نقل کی۔

اَللّٰھُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا وَ اَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَ عَذَابِ الْاٰخِرَۃِ۔

"اے اللہ! ہمارے سارے ہی کاموں کا انجام بہتر بنا۔ دین کی رسوائی، آخرت کے عذاب سے ہمیں بچا اور ہماری حفاظت فرما۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک روایت امام بزاز و حاکم رحمہما اللہ تعالیٰ نے نقل کی کہ حضور علیہ السلام عرض کرتے:

"اے اللہ! میں مانگتا ہوں تجھ سے پاک صاف زندگی اور ڈھنگ کی موت اور اصلی وطن (آخرت) کی طرف ایسی مراجعت جس میں رسوائی اور فضیحت نہ ہو"

بڑھاپے کے دور کی تمنّا

حضرت ام المومنین سیّدتنا عائشہ صدیقہ طاہرہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا و رضوانہ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام کی دعا ہوتی:

"اے میرے اللہ! میرے بڑھاپے کے دوران اور میری عمر کے آخری حصّہ میں میرے رزق میں مزید وسعت فرما" (حاکم)

حُسنِ خاتمہ کی درخواست

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا مانگتے کہ

"اے اللہ! میری عمر کے آخری حصہ کو میری زندگی کا بہترین حصہ بنا دے۔ میرے آخری عمل میری زندگی کا بہترین عمل بنا دے اور میرا سب سے اچھا وہ دن ہو جس دن میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں۔"

اسی حسن خاتمہ کی دعا پر ہم اختتام کرتے ہوئے رب العزت سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہمیں دعا کی حقیقت سے روشناس کرا دے، اس کے آداب سکھا دے اور ہر وہ خیر نصیب فرما دے جس کا سوال نبی علیہ السلام نے کیا اور ہر اس شر سے بچالے جس سے آپ نے پناہ مانگی۔

بحرمۃ النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم۔

بقیہ: احادیث الرسولؐ

کر، اسی طرح ٹول ٹیکس اور چونگی وغیرہ کے ٹھیکے اس فیصلہ کے بعد کہ آیا وہ صحیح بھی ہیں؟ اس لئے غلط ہوتے ہیں کہ ان میں جانبین میں سے ایک کا نقصان لابدی ہے اس کا انجام بسا اوقات جھگڑوں کی شکل میں سامنے آتا ہے اس لئے شریعت نے منع کیا۔

۳۔ پھلوں کی قبل از تیاری تجارت کی ممانعت کی بھی یہی وجہ ہے کہ انجام کا علم نہیں —— ایک سال پھل اترتا نہیں کہ اگلے سال کے سودے شروع ہو جاتے ہیں، سوچیں کہ جتنا سودا ہوا اس سے زائد پھل آئے گا تو مالک کا نقصان ہوگا، کم آیا یا آیا تو توخوب لیکن بارش، آندھی، جھکڑ یا کسی اور ناگہانی حادثہ کے سبب برباد ہو گیا تو خریدار کا نقصان۔ اس لئے حضور رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے امتیوں کو اس قسم کے بدانجام سے بچانے کی غرض سے پہلے ہی نصیحت فرماتے ہیں کہ وہ کام مت کرو جس میں کسی کے نقصان کا اندیشہ ہے۔ مال سامنے آگیا تو سودا طے کر لو جو طے ہوا وہ لے دے لو—— اس میں عافیت اور سہولت ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عمل سے نوازے۔

یادِ رفتگان

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر ایک تعزیتی خط

مولانا حکیم عبدالرشید محمود نبیرہ حضرت قطب عالم گنگوہی قدس سرہٗ

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

مکرما سبیل الکرام البررۃ سالم اسلم اعظم سلمہم اللہ ازکی التحیات۔ مولانا طیبؒ رہ گذار آخرت ہو گئے۔ ہونا ہی تھا، نہ کوئی نئی بات ہے نہ غیر متوقع حادثہ وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد۔ مگر دلوں کی دنیا اور یادوں کی بستی سے ان کا نقشِ جمیل مٹ جانا ممکن نہیں۔ وہ باقیات صالحات سے بھی تھے اور وجعلها كلمةً باقيةً فی عقبہ ان کی زندگی اور زبان بھی تھی ان کی شیریں زبانی شگفتہ بیانی، صورت نورانی، ہوشمندی فکر، ارجمندی ذہن اور دردمندی دل کو کون بھلا سکتا ہے، دوائر علمیہ میں ان کی جامعیت، علوم و افکار کا تنوع، تبحر، ادبی ذوق، خوبی تعبیر، حسین و بدیع ترجمانی، مجامع میں خطاب گویا فلک اعلیٰ سے اذا تکلم یخیل الینا انہ یؤید کا سا کیف، حکمت ربانیہ، ولی اللّٰہی بھی ابن جوزی کی سی سحر انگیزی بھی، کس صاحب ذوق جوہر شناس کو رہ رہ کر یاد نہ آئے گی۔ عجزت النساء ان یلدن مثل طیب۔

اب وہ کوہ کن کی بات گئی کوہ کن کے ساتھ۔ کس کس نادرہ اور خلیقہ پر تعجب کریں، زبان ایسی کہ سب سمجھیں، بیان ایسا کہ دل مانے "عقل کی پاسبانی بھی" لیکن کہیں کہیں اسے تنہا بھی چھوڑ دے، کے سے اذکار و افکار بھی، دلائل عقلی بھی، نقلی بھی، جدلی عدلی بھی، انفسی آفاقی بھی، اور حقائق و معرفت آگیں بھی۔

میں نے مجلس سے اُٹھتے ہوئے اکثر لوگوں کو کہتے ہوئے سُنا۔

عالم کیا ہے ایک دریا ہے عجیب نابغیت۔

آخر وہ وقت آگیا۔

عہ عشیتہ قیل طیب لیس فینا۔ انہی کا یہ شعر ہے:

ؔ خوگر عیش و طرب اب آہ اپنا دل نہیں
دور ہوائے شادمانی میں ترے قابل نہیں

یہ بھی انہی کا فرمودہ ہے:

ؔ جلوہ گر نور بقا میں صورت سیماب ہے
اے تماشا گاہِ عالم بس تجھے آداب ہے

بے شمار محاسن و مکارم اور مناقب و محامد کے ساتھ ان کی طبع لین، حلم و رفق سے معمور سیرت، معاملات و معاشرت میں ستھرا بے عیب و متوازن کیرکٹر، جدال و مراء سے تنفر غیر منصادم مزاج۔ "بھائی میں لڑنا نہیں چاہتا لڑنا میری افتاد نہیں۔"

اہم امور و حوادث میں ان کی ایسی رواداری کہ بعض اشخاص کو مداہنت و تہاون کا شبہ ہو جائے۔ مگر سچ پوچھئے تو وہ مسامحت تھی نہ مداہنت۔ یہ الطاف خداوندی اس حبر اُمۃ پر شالی تھے اب کون ہے جو اس کا دعویٰ کر سکے —— ہاں مگر بشری اِتسام کا انفکاک بھی ممکن نہیں۔ ممکن کبھی اس سے مامون نہیں ہو سکتا الا القوم الخاسرون۔

اخیر کے چند سال جس ضیق، غیر حق میں مشغولی، خلجان اور ذہنی انتشار کے گزرے بجز اس کے کیا کہا جائے کہ وکان امر اللہ قدرًا مقدورًا۔ اللہ تعالیٰ ان کو کفارہ سیئات بنا دے۔ یہ ابتلاء عام ہے عوام اور علماء حسب حالات سب ان میں مبتلا ہیں۔ بقول مولانا ندویؒ مسلمانوں سے اجتماعی کام کی صلاحیت اٹھتی جا رہی ہے ارتفاقی مزاج کم ہو رہا ہے کون تجربہ کر سکتا ہے۔ الانبیاء

اشد بلاءً فالامثل فالامثل۔ مگر اس شخصیت کے خدوخال وجمالِ محبوبی میں ان کا محسوس ہونا ناگزیر تھا۔ پھر ہُوا جو کچھ ہُوا۔ اور کہا گیا جو نہ کہنا تھا۔ حق بھی ناحق بھی۔ حدود کے اندر بھی، متجاوز بھی، اخلاص سے حق کہا گیا کہنے والا ماجور، ناحق اور حدود سے متجاوز کہا گیا تو اس کی شکایت ہی کیا۔

؎ مانجیٰ اللّٰہ والرسول معًا
من لسان الوریٰ فکیف انا

اب تعزیتہً آپ متعلقین پسماندگان سے وہی کہتا ہُوں جو ایک بدوی نے حضرت ابن عباسؓ سے حضرت عباسؓ کی وفات پر کہا تھا۔

؎ خیرٌ من العباس اجرك بعدهٗ
واللّٰہ خیرٌ منك للعباس

آپ کو عباس سے بہتر ان کی وفات کا اجرمل گیا۔ اور عباس کو آپ سے بہتر اللہ اور لقاءِ رب میسر ہو گیا۔

زیادہ موجب تاسف وتالم یہ مضمون ہے اذا مات العالم ثلمت ثلمۃ فی الاسلام لایسدھا الا عالم اٰخر۔

ورنہ ویسے تو:

؎ نزلنا ساعۃً ثم ارتحلنا
کذا الدنیا رحالٌ فارتحلنا

قانون ہے اب عالمِ آخر کہاں کب، اللہ جانے، البتہ اس دعا کی ضرورت ہے۔

؎ قرب الرحال الیٰ دیار الاٰخرۃ
فاجعل الٰھی خیر عمری اٰخرہ

اخیر میں ایک بات اور کہنے کو دل چاہتا ہے آپ حضرات اگر محسوس نہ کریں اور حق دیں بہر کیف مجھے نصیحت کی عزت حاصل ہے اس کہ میں اَسَن ہوں۔ سن و سال کا تفاوت بالکل غیر معتبر بھی نہیں کہ اس حدیث کو سامنے رکھیں۔ انا امنۃٌ لاصحابی فاذا ذھبت اتی اصحابی مایوعدون واصحابی اَمَنَۃٌ لامتی فاذا ذھبت اصحابی اتی امتی مایوعدون۔ بڑوں کا اٹھنا حرمان تو ہے ہی پیش آنے والے خطرات کا ارہاص بھی ہے اب تک جانے کتنے فتنے رُکے ہوئے ہوں گے۔ انابت واستعاذہ کی ضرورت ہے۔

یہ خط ختم کر چکا تھا کہ لکھنؤ کے کچھ حضرات اور ایک قاری اسلم نامی تشریف لائے۔ دفعتہً نصف صدی قبل کا واقعہ ذہنی اسکرین پر ابھرا۔ میرے حضرت والد صاحبؒ علیل ہو کر شفایاب ہوئے تھے۔ دیوبند سے ایک بڑا مجمع حضرت حافظ صاحبؒ، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحبؒ، مولانا اعزاز علی صاحب، علامہ ابراہیم، حضرت میاں صاحب وغیرہ مزاج پرسی کو تشریف لائے۔ مولانا طیبؒ پچیس سالہ بھی ساتھ تھے بعد مغرب کا وقت تھا۔ حضرت حکیم صاحب نے فرمایا طیب ایک رکوع سناؤ۔ یاد ہے ولقد خلقنا الانسان ونعلم ماتوسوس بہ الیٰ اٰخرہ سنایا۔ سماں بندھ گیا آنکھیں پرنم ہوگئیں۔ میرے کانوں نے یہ خوش لحنی عمر میں پہلی مرتبہ سُنی تھی ساز بھی سوز بھی دل گداز بھی نغمہائے دلکش سحاب اندر سحاب بھی۔ یہ پہلا نقش تھا جو آج بھی تازہ ہے۔ اس کے بعد دیوبند پہنچ کر تو بارہا سُنی۔ جہری نمازوں میں بھی اکثر جب وہ ہوتے امامت وہی کرتے ویسے بھی وقتاً فوقتاً ایسا ہوتا کہ جس کا لحن بھی لحنِ طیبی سے کچھ مشابہ ہوتا میں تاثر لیتا اب برسوں سے اس کی نوبت نہیں آئی تھی کہ کچھ سُنتا۔ مولانا کہولت سے گذر کر شیخوخت کی منزل میں آگئے تھے۔ لحنیت اور گلے کے گھنگرو اپنا زیروبم ختم کر چکے تھے۔

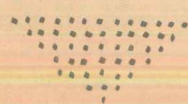
پرسوں یہ لکھنوی حضرات اور قاری اسلم ندوی آئے میں نے کچھ سُنانے کی فرمائش کی برائے نام کچھ تشابہ تھا یا ذہن نے محسوس کیا قریب تھا کہ دل اور آنکھیں بے قابو ہو جائیں۔ بندِ ضبط ٹوٹ جائے۔ قرأتِ طیب یاد آگئی اوپر سے یہ حادثہ سُن ہی چکا تھا عشیۃ قیل طیبٌ لبس فینا۔ آج وہ نہیں ہیں۔ وہ عصر ختم ہوگیا۔ دیوبند کا زمانہ اپنا قیام اکابر کا مجمع، مولانا طیب کا حسین سراپا ان کی لحنیت، طیب سب کی آنکھ کا تارا تھے، ان کی نسبت حضرت مہتمم سلالہ قاسم الخیرات کے بیٹے ہونا ذاتی جمال وکمال، مکارم، خوش کلامی، خوش خطابی، خوش تعبیری مضامین، خوش نوائی لحن، لباس وتلبس تک میں گونہ تزین، جمالی امتزاج اور رنگ، علمی مذاکرہ میں نوالی انداز، جمال بھی، کمال بھی، نوال بھی، مگر جلال نہیں (بہ مفہومِ عرفی) ورنہ زندگی کے سب پہلو جلالت کے شاہدِ عدل اور فخامت کے غماز جو بعد میں ایسے نمایاں ہوئے کہ فخر اماثل کہے گئے۔ یہ ہرگز نہ اطراء مادح تھا نہ مبالغہ۔ اللہ ان کی گور کو اپنے انوار سے معمور فرمائے میں کہہ سکتا ہوں کہ ان کے بہت سے بظاہر مداح ومعتقدین سے زیادہ مجھے ان کے اوصافِ ذکیہ پر اطلاع ہے مجھے بہت سے زمان ومکان واوقات واحوال میں ان سے اور ان کا قرب رہا ہے، سفر میں، حضر میں، حج میں۔

ہاں مگر میں ان کی کمزوریوں کو بھی جانتا ہوں ان کے قامتِ بلند کے پیش نظر۔ سیئات المقربین مگر بڑے سے بڑا آدمی سینہ پر ہاتھ رکھ کر بتلائے کہ وہ اس سے خالی ہے یہ تو ناگزیر ہیں اللھم استر عیوبی وامح ذنوبی دعا بتلائی گئی۔ عیوب وہی کمزوریاں ہیں جو زائل نہیں ہو سکتیں مغلوب ومستور ہو سکتی ہیں۔ اسی لئے ان کے صرف ستر اور ذنوب کے محو کی دعا بتلائی گئی۔

ایک ہفتہ ہونے کو آیا ان کا نقشِ جمیل ذہن پر کس کس نوع وجہت سے اُبھر کر نہیں آیا۔ ان کی جوانی، بڑھاپا کہولت ان کے اقوال افکار رفتار مجالس، وہ اپنی ذات سے ایک انجمن تھے اب اللہ ان کو احبار امت کی انجمن میں جگہ دے اور یہ ان کی صحبت کبھی منتہیٰ نہ ہو دل بھی چاہتا ہے کہ بس یہی ذکر کرتا رہوں۔ کوئی ذکر کرتا ہے تو میں گویا اس کے منہ سے نوالہ چھین لیتا ہُوں اور خود بات کرنے لگتا ہُوں بار بار خیال ہوتا ہے کہاں کس حال میں ہوں گے۔

نہ قاصد ہے نہ سفیر ہے نہ مرغ نامبر ہے۔ کن کن احبار وآباءِ صالحین سے ملاقات ہو رہی ہوگی۔ کوئی بیقاعدگی ہوئی بھی ہوگی تو وہ یعفو عن کثیر ہے اور اس کا کثیر توکل ہی ہے سب محو کر دے گا۔ کتنی شہادات انام ان کے لئے ہوں گی۔ جنازہ پر آنے والے بھی شہداء ہی ہیں۔ کتنوں نے عقیدت سے زندگی میں مصافحہ کیا ہوگا۔ انتم شہداء اللہ فی الارض۔ کتنوں نے ان کے محققانہ خطاب سے شہادت حق سُنی ہوگی اور خود ان کے لئے شہادت دی ہوگی۔ خطہائے عرض میں کون سا مقام ہے جہاں انہوں نے اللہ رسول کی بات نہ کہی ہوگی۔ ایشیاء یورپ مغرب اقصیٰ مشرق وسطیٰ۔ سب ان کے اعمالنامہ میں مکتوب ومحفوظ ہیں۔ فاللّٰہ اٰواہ مقام المتقین ولواہ فی مقعد صدق عند ملیك مقتدر۔

اللہ آپ سب کو صبر دے، اجر دے، حادثہ کی اہمیت ناقابل انکار ایسی شخصیت کا فقدان ناقابلِ تلافی۔ انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون۔



بقیہ: شب و روز

کے ہمراہ اتفاق سے اُن دنوں کراچی میں تھے۔ وہ بھی تشریف لائے۔ اور بڑی خوشی کا اظہار فرمایا۔ نماز مغرب کے بعد مسجد انجمن خدام الدین میں امسال فارغ ہونے والے حفاظ کرام کی دستار بندی میاں صاحب نے فرمائی۔ ان حفاظ کرام میں جناب حافظ عبدالرحیم صاحب قبلہ حاجی یوسف صاحب کے صاحبزادے بھی ہیں۔ حاجی یوسف صاحب بڑے خوش قسمت ہیں کہ اُن کے ایک صاحبزادے عالم، ایک داماد ممتاز عالم دین اور اب ایک بچہ حافظ قرآن ہوگیا ہے۔ اللہ تعالےٰ حاجی صاحب کا سایہ شفقت تا دیر سلامت رکھے۔ اور انہیں اور اُن کے خاندان کو دنیا جہان کی نعمتوں اور برکتوں سے نوازے۔ رات بعد نماز عشاء خالق دینا ہال میں سیرت کانفرنس کے سلسلہ میں گیارہویں نشست سے میاں صاحب نے سیرت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے موضوع پر نہایت جامع خطاب کیا۔

۱۷۔ دسمبر بروز ہفتہ: صبح نماز فجر کے بعد سے لے کر ۹ بجے تک مختلف احباب مختلف علاقوں سے میاں صاحب کو ملنے حاجی یوسف صاحب کے گھر واقع ناظم آباد کراچی حاضر ہوتے رہے۔ میاں صاحب نے ان کے مسائل سُنے اور تسلی وتشفی فرمائی۔

کلیدِ گنج سعادت

(منتخب از مکتوبات حضرت مولانا حاجی دوست قندہاری نقشبندیؒ)

(محمد شفیع عمرالدین (میرپور خاص سندھ))

۱ — اپنا سارا وقت ظاہراً شرع کی پابندی اور باطناً ذکرِ حق تعالیٰ میں مشغول رکھیں اور دوام توجہ الی اللہ رکھیں۔ (از مکتوب ۱۵)

۲ — روزی کا غم نہ کریں۔ طلب رزق میں پریشان نہ ہوں کیونکہ رزق اللہ تعالےٰ کی طرف سے مقدور و مقرر ہے (وہ ضرور مل کر رہے گا) (ایضاً)

۳ — آج کل درویشی نوالے کے لئے فروخت کی جاتی ہے اللہ تعالےٰ ایسی درویشی سے جس میں دین فروشی ہو، توبہ کی توفیق دے — اوّل مسلمانی درست کریں پھر اس کے بعد درویشی میں قدم رکھیں۔ (ایضاً)

۴ — شیخ (پیر) کامل و مکمل کی پہچان یہ ہے کہ اول وہ تو ظاہری طور پر شرع پر مستقیم ہو۔ اور کتاب اللہ سنت رسول اللہؐ کے مطابق عمل کرتا ہو تاکہ وہ متقی اور پرہیزگار کے زمرے میں آجائے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ولایت کا دار و مدار پرہیزگاری میں محدود فرمایا ہے۔

اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ۔ (الانفال آیت ۳۴)

ترجمہ: نہیں لائق ہونے والے اس کے مگر پرہیزگار۔ (ایضاً)

۵ — نہایت کوشش کرکے ہر بدعت سے بچیں اور شرعی حدود کا خیال رکھیں (ان سے ہرگز تجاوز نہ کریں) (ایضاً)

۶ — اے بھائی! ہر وقت ذکرِ حق سبحانہٗ میں مصروف رہیں۔ اور دوام توجہ الی اللہ رکھنی چاہیئے تاکہ ایک لحظہ یہ لمحہ بھی اللہ تعالیٰ یاد سے غفلت میں نہ گزرنے پائے۔ (مکتوب ۱۶)

۷ — ظاہراً و باطناً ذرّہ برابر بھی، حتّیٰ المقدور شرعی حدود کے باہر قدم نہ رکھیں۔ خصوصاً پنجگانہ نمازیں، اوّل وقت پر، باجماعت مسجد میں ادا کریں اور ہر ساعت ذکر و مراقبہ میں مشغول رہیں۔ (ایضاً)

۸ — علم و عمل، افسونات و تعویذات کو، عوام الناس اور علمائے بےعمل کی طرح، دنیا حاصل کرنے کا وسیلہ نہ بنائیں۔ (ایضاً)

۹ — دینی و دنیوی سعادت علم و عمل میں ہے۔ جب وہ خالص اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے ہوں۔ اور قولاً و فعلاً و اعتقاداً حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں ہوں۔ اگر کوئی شخص حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال و اعتقاد کا عالم ہو اور ان پر عمل نہ کرتا ہو تو وہ عالم نہیں ہے۔ حدیث شریف میں حضرت ابی درداءؓ سے روایت ہے کہ لا یکون المرء عالما حتیٰ یکون بعلمہ عاملاً۔ (کوئی شخص تب تک عالم نہ ہوگا جب تک وہ اپنے علم پر عمل نہ کرے گا۔ (ایضاً)

۱۰ — اگر کوئی شخص پیری کی مسند پر بیٹھ کر مرشد بن گیا ہو اور اس کا عمل حضرت رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت پر نہ ہو اور نہ وہ شریعت مطہرہ کے احکام پر چلتا ہو اور غیبت، جھوٹ، جھوٹی قسم کھانے اور بُرے اخلاق سے کنارہ نہ کرتا ہو، تو مَیں ایک بار نہیں بلکہ ہزار بار کہتا ہوں کہ اس کی صحبت سے دور رہیں۔ بلکہ جس شہر میں وہ رہتا ہو۔ اس میں نہ رہیں، تاکہ مرورِ ایام سے اس کی طرف میلان نہ ہونے پائے۔ اور کارخانۂ عظیم میں خلل نہ آ جائے۔ وہ اقتداء کے لائق نہیں۔ وہ تو چھپا ہوا چور ہے جس نے شیطان کا جال پھیلا رکھا ہے۔ پس جس قدر اس سے کرامات، کشفیات اور اسرارات دیکھیں، اتنا ہی زیادہ اس کی صحبت سے دور بھاگیں اور شیر سے بھاگنے سے بھی زیادہ بھاگیں ؎

چوں بسے ابلیس آدم روئے ہست\
پس بہر دستے نباید داد دست\
دستِ ناقص دستِ شیطانست و دیو\
زاں کہ اندر دام تکلیف است و دیو

یعنی کئی شخص انسانی شکل میں شیطان ہیں لہٰذا بلا سوچے سمجھے ہر شخص کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اس کا مرید نہ بن جانا چاہیئے۔ جو شخص شریعت کا پابند اور متقی نہ ہو، وہ ناقص ہے اور وہ شیطان اور بھوت ہے اس کے جال میں فریب اور تکلیف کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔ (از مکتوب ۱۹)

۱۱ — اے بھائی! مرید صادق اور محب کے لئے لازم و واجب ہے کہ سب افعال، اقوال، اخلاق و اطوار حضرات پیرانِ کبار علیہم الرحمہ کی طرح شریعت کے موافق رکھیں۔ حتی الوسع ان کے روش کے مخالف نہ چلیں۔ کیونکہ ان کی مخالفت بےبرکتی اور باطنی فیض کے رکاوٹ کا باعث ہے۔ میرے بھائی کو یہ بھی اچھی طرح معلوم ہونا چاہیئے کہ ہمارے بزرگوں نے "عزیمت" کے دامن کو مضبوطی سے پکڑا ہے اور کسی "حاکم و غنی" کا وظیفہ قبول نہیں فرمایا — نقل مشہور ہے کہ بادشاہ محمد شاہ نے اپنے وزیر قمرالدین کو حضرت قطب دوراں مرزا جان جاناں قدس سرہٗ کی خدمت میں یہ پیغام دے کر بھیجا کہ: اللہ تعالےٰ نے مجھے ملک عطا فرمایا ہے اس میں سے جو چیز چاہیں آپ ہدیتہً قبول فرما لیں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ ۚ (النساء، آیت ۷۷)

ترجمہ: ان سے کہہ دو دنیا کا فائدہ تھوڑا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے "ہفت اقلیم" ساتوں ولائتوں کو متاعِ قلیل فرمایا ہے۔ اس ساری دنیا میں سے آپ کے قبضہ میں تھوڑا سا ملک ہندوستان کا ہے۔ حاصل کلام آپ کے پاس ہے ہی کیا جسے فقراء قبول کرنے کی ہمت کریں (کچھ بھی قبول نہ فرمایا)۔

آپ کا ایک اور واقعہ بھی ہے کہ ایک امیر نے بڑی حویلی، خانقاہ اور مسجد شریف تیار کرائی اور فقراء کے لئے وجہ معاش بھی معین کیا۔ مگر حضرت مرزا صاحب نے انہیں قبول نہ کرتے ہوتے فرمایا کہ مر کر چھوڑنے کے لئے اپنا اور پرایا مکان برابر ہیں۔ (رہا روزی کا معاملہ) وہ ہر ایک کی علمِ الٰہی میں مقدر اور مقرر ہے اور وہ اپنے وقت پر ناچار خود ہی پہنچے گی لہٰذا فقراء کو صبر و قناعت کا خزانہ ہی کافی ہے۔

نیز نواب نظام الملک نے تیس ہزار روپیہ نقد نیاز کے طور پر بھیجا۔ آپ نے قبول نہ فرمایا — نواب نے آپ کو عرض کی کہ یہ رقم اللہ تعالےٰ کی راہ میں حاجتمندوں کو تقسیم فرمائیں آپ نے جواب دیا کہ مَیں آپ کا خانساماں نہیں ہوں۔ (از مکتوب ۲۷)

۱۲ — کم بولیں، کم سوئیں، کم کھائیں اور لوگوں کے ساتھ میل جول کم رکھیں (از مکتوب)

۱۳ — حضرات علماء کرام و فقراء عظام کی خدمت مال،

جان اور تن سے کریں (مکتوب ۱)

۱۴۔ غیبت اور لوگوں کی برائیاں بیان کرنے سے اجتناب کریں۔ (ایضاً)

۱۵۔ نفس اور شیطان کے شر سے مرتے وقت تک بے خوف نہ رہیں۔ (ایضاً)

۱۶۔ حضرت ابوعثمان مغربیؒ نے فرمایا ہے کہ جو شخص درویشوں کی صحبت کو چھوڑ کر مالداروں کی صحبت اختیار کرتا ہے، اللہ تعالےٰ اسے دل کے مرض میں مبتلا کر دیتا ہے۔ (ازمکتوب ۲)

۱۷۔ جن طالبوں نے (دین کا) علم ظاہر نہ پڑھا ہو اور وہ ذکر شروع کریں تو ان کو دینی علوم کے پڑھنے کا حکم کریں۔ جاہل صوفی "مسخرۂ شیطان" ہے جن طالبوں نے علوم دینیہ کو پڑھ لیا ہو ان کو ذکر و مراقبہ و عبادات و ریاضات، تلاوتِ قرآن مجید، درود شریف اور مسنونہ دعاؤں کے پڑھنے اور (فرض نمازوں کے علاوہ) نمازِ تہجد، اشراق اور چاشت اور اوابین کی، ان کے حسب مراتب ترغیب دیں اور تدریس تفسیر قرآن مجید، علم عقائد، حدیث شریف، علم فقہ، علم تصوف ہمارے خاندان کے حضرات کی نسبت کے معاون ہیں۔ (از مکتوب ۲۰)

۱۸۔ حضرت علاؤ الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بزرگان دین اور راہِ یقین پر چلنے والے حضرات نے متفقہ طور پر فرمایا ہے کہ معرفتِ حق تعالےٰ سے وہ شخص بہرہ ور ہوگا، جس کا کھانا پینا پاک و حلال ہو۔ اور سچ بولنا جس کا شعار ہو۔ جب یہ چیزیں حاصل نہ ہوں تو چکنی چپڑی باتوں سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ (ازمکتوب ۳۰)

۱۹۔ جو چیز شریعت کے مخالف ہو، وہ مردود ہے جس چیز کو شریعت رد کر دے وہ بے دینی کے زمرے میں آتی ہے۔ شریعت پر قائم رہ کر "طلب حقیقت" کرنا مردوں کا کام ہے۔ اللہ تعالےٰ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی دولت سے نوازے۔ (ازمکتوب ۳۰)

۲۰۔ قرآن مجید کا ایک سیپارہ بلا ناغہ دلائل الخیرات اور حصن حصین پڑھا کریں۔

۲۱۔ جاننا چاہئے کہ ریاضات و مجاہدات سے جس شخص کا مقصد اپنے نفس کی راحت اور دنیا حاصل کرنا ہو، اگرچہ اس سے عجیب چیزیں اور خوارقِ عادات ظاہر ہوں، وہ اس کے لئے استدراج اور خفیہ تدبیر ہیں۔ استدراج کی نشانی یہ ہے کہ ایسا شخص اپنے نفس کے عیبوں سے اندھا ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذا اراد اللہ بعبدہ شرا اعمی بعیوب نفسہ واذا ارادہ اللہ بخیر ابصرہ بعیوب نفسہ۔

ترجمہ: جب اللہ بندے کے ساتھ (اس کے برے اعمال کی وجہ سے) برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو اس کے اپنے عیب دیکھنے سے اندھا کر دیتا ہے۔ اور جب اس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو اس کے نفس کے عیب دکھاتا ہے تاکہ وہ اصلاح کر سکے۔

۲۲۔ حضرت شیخ واعظ کشمیریؒ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے اور ان کی یہ بات مجھے بہت ہی پسند ہے ؎

۱۔ افسانۂ خویش مختصر کن
بنشیں در درونِ خود سفر کن
۲۔ ہر وہم فہم خیال و ادراک
در دل کہ جزا دست آہ بدر کن
۳۔ مطلوب بسے است در دو عالم
از دل تو گذر ازاں حذر کن
۴۔ ایں است وصال جانِ جاناں
زیں راہ بہر کسے خبر کن

یعنی:۔

۱۔ اپنی تعریف اور بڑائی کے قصوں کا ذکر مختصر کر دو ان باتوں کو ترک کر کے ذکر و فکر میں دل کی طرف

متوجہ ہو کر مراقبہ میں بیٹھ جاؤ اور اپنے دل کا سفر کرو، اسے مہذب بناؤ۔ بری خصلتیں اس سے دور کرو اور اسے اخلاقِ حمیدہ سے مزین کرو۔

۲۔ ماسوی اللہ تعالےٰ کے ہر وہم، فہم، خیال اور ادراک کو، جو دل میں ہیں، دل سے باہر نکال دو اور دل کو صرف متوجہ الی اللہ رکھو۔

۳۔ دونوں جہانوں میں اللہ تعالےٰ کی رضا کے سوا اور بہت سے مطلوب تیرے دل میں ہیں۔ ان سب کو نکال دو۔ صرف ایک مطلب ہو وہ ہے رضائے الٰہی کا حاصل کرنا۔ یہ بات حاصل ہو گئی تو سب مطلب پورے ہو جائیں گے۔

۴۔ اللہ تعالےٰ کی رضا کے مقام تک پہنچنے کا یہی طریقہ ہے یہ راستہ سب طالبوں کو بتا دو۔ (ازمکتوب ۴)

۲۳۔ اولیاء اللہ پر لازم نہیں ہے کہ اگر ان سے کوئی کرامت ظاہر ہو، تو اس کا عام لوگوں میں اظہار کریں بلکہ معاملۂ ولایت یہ ہے کہ کرامت کو چھپایا جائے۔ ... عقوبت اولیاء کرامت کے اظہار میں ہے۔ (ازمکتوب مکتوب ۴۔)

۲۴۔ مردگانند اختیار روزگار
اے اخی بامردگاں صحبت دراز

یعنی آج کل کے دولتمند جو دین سے غافل ہیں وہ مردوں کی مانند ہیں۔ اے بھائی! مردوں کی صحبت اختیار نہ کر۔ (مکتوب ۵)

۲۵۔ ہمیشہ ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا چاہیئے۔ (مکتوب ۵۰)

۲۶۔ روزی کا کفیل اللہ تعالیٰ کو جاننا چاہیئے۔ (ایضاً)

۲۷۔ تکلیف دہ امور پر صبر کریں جزع و فزع نہ کریں۔

۲۸۔ دین کے بزرگوں کی کرامت و بزرگی اس بات میں ہے کہ وہ اپنے ظاہر کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے آراستہ رکھیں اور باطن کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں مستغرق رکھیں اور دل کو غیر اللہ کی محبت سے خالی کر دیں۔ (ازمکتوب ۱۹)

۲۹۔ طالب خدا کے لئے اپنے اعتقاد کا درست رکھنا اور شرعی احکام کا بجا لانا، پوری طرح اخلاص حاصل کرنا اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہمیشہ متوجہ رہنا بہت بڑی دولت ہے۔ (ایضاً)

۳۰۔ اپنے آپ کو سارے جہان سے کمتر اور بدتر جانیں اور ہمیشہ اللہ تعالےٰ کا خوف رکھیں اور اس سے ڈرتے اور کانپتے رہیں۔ (ایضاً)

۳۱۔ حضرت خواجہ شاہ نقشبند قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اگر ولی باغ میں جائے اور اسے درختوں کے ہر پتے سے "یا ولی اللہ" کی آواز آئے تو اسے چاہیے کہ اس کا ظاہر اور باطن اس آواز کی طرف بالکل متوجہ نہ ہونے پائے بلکہ ہر لمحہ و ہر لحظہ اس کی کوشش عبادت و بندگی اور تضرع میں زیادہ سے زیادہ ہونی چاہیئے۔ (ایضاً)

۳۲۔ وہ درویش جو رقص و سماع و تغنی (ناچنا اور گانا بجانا) کرتے ہیں۔ اور جو ملے وہ بے تحاشا لے لیتے ہیں اور کھا لیتے ہیں اور اپنے آپ کو شرعی امور کا پابند نہیں سمجھتے۔ ان سے پرہیز کرنا چاہیئے (ازمکتوب ۶)

۳۳۔ لوگوں سے ترش روئی سے نہ برتیں۔ نرمی، حلم اور مہربانی کے ساتھ ان کے ساتھ زندگی بسر کریں۔ (ازمکتوب ۱۴)

۳۴۔ جو شخص تمہارے ساتھ بدگوئی کرے تم اس کے ساتھ احسان کرو اور اس کی خطائیں معاف کر دو۔ ع

ہر کہ مارا بد رساند راحتش بسیار باد

(جو شخص ہمیں بدی پہنچائے ہماری دعا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ زیادہ خوشی سے نوازے) (ازمکتوب ۱۵)

۳۵ — جاننا چاہیئے کہ پیروں کے لئے لازم ہے کہ اپنے مریدوں کو اہل سنت و جماعت کے اعتقادات کی تعلیم دیں اور اپنے بزرگوں کے طریقے سے بھی آگاہ کریں۔

(از مکتوب ۱۰)

۳۶ — فقیر کی یہی آرزو ہے کہ اس عارضی زندگی کے سانس اللہ تعالےٰ کی رضا والے کاموں میں صرف ہوں۔ اور اس کا قیمتی وقت جس کا بدل نہیں ہے، ضائع نہ کیا جائے اور سارا وقت ظاہر شرع کی پابندی میں اور باطن ذکرِ حق تعالےٰ میں صرف ہو۔

از مکتوب ۱۵

بقیہ : مجلس ذکر

لیکن

ابتدا میں جو مسلم شریف کی روایت گذری اس پر بھی غور فرمائیں کہ ایک آدمی کو لوگوں میں سے کھینچ کر محروم کر دیا جائے گا اس بدنصیب کا جرم یہ ہو گا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ واصحابہ وسلم کا امتی ہونے کا دعوےٰ کرنے کے باوجود دین میں نئی نئی باتیں نکالی ہوں گی۔ ایسا شخص حضور علیہ السلام کی نگاہ میں مردود ہے اللہ تعالےٰ کی رحمت سے دور ہے

اور اسے بڑے عبرتناک انجام سے دو چار ہونا پڑے گا۔

اس لئے عزیزو! اس نہر حیاۃ سے استفادہ کی غرض سے ایک تو اتباع سنت بہت ضروری ہے دوسری اگلی آیت کے مصداق صلاۃ و قربانی کا اہتمام بے حد لازم ہے ——— صلاۃ (نماز) وہ مقدس عمل ہے جسے اللہ تعالےٰ نے اپنے ذکر و یاد کا ذریعہ بتایا ہے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ۔ اس لئے مختصر وقت کی نصیحت یہی ہے کہ نماز، ذکر اور اتباع سنت کی فکر کریں۔ کہ اس کے بغیر آخرۃ کی زندگی بدمزہ ہو گی اور وہ زندگی بدمزہ ہو گئی تو پھر ایسا خسارا ہے جس کی کوئی تلافی ممکن نہیں۔

اللہ تعالےٰ اپنی یاد کی توفیق سے نوازے۔

بقیہ : اداریہ

خارجہ و قانون جیسی اہم وزارتیں عیسائیوں، مرزائیوں اور ہندوؤں کو کیوں دی گئیں؟ ظفراللہ، منڈل، گربیبی، غضنفر علی وغیرہ نے کیا کردار ادا کیا؟ غلام محمد، سکندر مرزا اور چودھری محمد علی نے کیا گل کھلائے، ۱۹۵۱ء کے الیکشن میں دولتانہ و قیوم خان نے کیا رول ادا کیا اور نورالامین کیونکر پٹے؟ فضل القادر اور سہروردی کیوں معتوب ہوئے، سکہ بندیگی جی، ایم سید کیوں قافلہ سے الگ ہوا؟ آج کے پاکستان کی ضرورت یہ ہے کہ ان معاملات کی حقیقت سامنے آئے اور حقائق الم نشرح ہوں تاکہ غداروں، باغیوں اور خائنوں کے چہرے بے نقاب ہوں ——— کون ہے محب وطن جو یہ فرض سرانجام دے؟؟؟

بقیہ : تحریک حریت

ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ انگریز اقتدار کو سب سے زیادہ خطرہ حضرت شیخ الہندؒ سے تھا۔ اور وہ ان کے بڑے دشمن تھے۔

حضرت شیخ الہندؒ کے بعد ان کے جانشین اور شاگرد حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے آزادی کی اس تحریک کی قیادت کی انہوں نے بھی فرنگی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں انگریز عدالتوں اور شاہی ایوانوں میں آپ کے ولولہ انگیز صدائے حریت نے زلزلہ بپا کر دیا۔

خوف تطویل سے اختصاراً عرض ہے لیکن علمائے دیوبند کی تاریخ کا بنظرِ غائر مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح طور پر سامنے آجاتی ہے کہ علمائے دیوبند کی خدمات علم کے میدان میں ناقابلِ انکار ہیں تو دوسری طرف قومی ترقی اور تحریک آزادی میں ان کی قربانیوں سے انکار آفتاب نصف النہار سے انکار

از، محمد طیب، شیر گڑھ

تحریک حریّت اور دار العلوم دیوبند

دار العلوم دیوبند احیائے دین و حریّت کی عالمگیر تحریک ہے

۱۸۵۷ء میں محکوم مسلمانوں نے ظالم و جابر انگریز کی جبر و استبداد اور تسلط و غلامی سے نجات حاصل کرنے کے لئے حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ اس جہاد میں اگرچہ مسلمانوں کو کامیابی حاصل نہیں ہوئی اور انگریز کا قبضہ پہلے سے زیادہ مضبوط ہوا لیکن ان پر مسلمانوں کی حریت پسندی آشکارا ہوئی کہ یہ قوم غیروں کی حکومت و تسلط ہرگز برداشت کرنے والی نہیں۔ طاقت و قوت سے انہیں زیر کرنے اور ان کے رگ و ریشہ سے اسلام کی محبت و عظمت اور آزادی کا فطری جذبہ نکالنا مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ وہ اس راز کو بھی سمجھتے تھے کہ مسلم افراد کو طاقت و قوت اور توپ و تفنگ سے کچلنے کے بجائے ان کے نظریہ پر حملہ کرنا چاہیئے۔ ان کے دلوں سے اسلام کا نظریہ بتدریج ختم کیا جائے۔ اور ان کے ذہن کو ایسے طریقہ سے ختم کیا جائے کہ وہ یہ تصوّر ہی سرے سے فراموش کر دیں کہ ہم ایک علیحدہ قوم ہیں یا ہماری دینی روایات و تہذیب اور شاندار ماضی تھا۔ اس طریقے سے وہ بغیر توپ و تفنگ کے ہمارے تابع و فرمانبردار بن جائیں گے اور ہمارا نظریہ و تہذیب اور تمدن کو اپنا نظریہ و تہذیب سمجھنے لگیں گے۔ چنانچہ لارڈ میکالے نے ایک نیا تعلیمی نظام پیش کیا تاکہ اس نظام تعلیم سے مسلمانوں کے دِلوں میں مغربی ذہنیت ٹھونس دی جائے اس تعلیم سے وہ مغربی اقوام کو اپنے سے بلند و بالا اور مہذب سمجھ کر احساس کمتری کے شکار ہو جائیں گے اور مغرب سے مرعوب ہو کر خود بخود مغربی اقوام کی تقلید شروع کر دیں گے۔ اس بات کی تصدیق لارڈ میکالے کے ان الفاظ سے ہوتی ہے کہ "ہمارے نظام تعلیم کا مقصد ایسے نوجوان پیدا کرنا ہے جو رنگ و نسل کے اعتبار سے ہندوستانی ہوں تو دل اور دماغ کے اعتبار سے فرنگی۔"

لیکن ادھر مسلمانوں میں بھی فراست و بصیرت رکھنے والے اور دُور رس و دُور بین علماء موجود تھے انہوں نے فرنگی کے اس دجل و فریب کا صحیح جائزہ لیا اس نظام تعلیم پر مرتب ہونے والے آئندہ خطرات اور مہلک اثرات سے وہ واقف تھے۔ انگریز طاقت سے کام لیتے تھے تو علماء ان کے خلاف سینہ سپر تھے اور محاذ آرائی میں مصروف تھے۔ لیکن جب وہ سمجھ گئے کہ انگریز اپنا رویہ تبدیل کر کے خیر خواہی کے لباس میں سازش کرتے ہیں تو علماء نے بھی اپنے رویہ میں تبدیلی پیدا کر لی اور ان کے مقابلے میں اسلامی نظام تعلیم کی ترویج کے لیے تعلیمی تحریک شروع کرنے پر غور کیا تاکہ مسلمان اپنے دین و مذہب سے خبردار ہو جائیں اور ان کا ایمان و اسلام محفوظ ہو جائے۔

چنانچہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے ۱۸۶۷ء کو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور حضرت حاجی سید عابد حسینؒ کے مشورہ سے دیوبند کے قصبہ میں ایک دینی مدرسہ کی داغ بیل ڈالی جس نے دار العلوم دیوبند کے نام سے شہرت حاصل کی۔ اس عظیم دینی درسگاہ کی ابتداء مسجد چھتہ میں انار کے درخت کے نیچے استاد ملا محمود دیوبندی اور شاگرد محمود حسن نے کی تھی یہ پہلا طالب علم بعد میں شیخ الہند مولانا محمود حسن کے نام سے مشہور ہوا۔

دارالعلوم دیوبند نے منصّہ شہود پر آتے ہی تیزی سے ارتقاء کی منازل طے کیں۔ ایسے فضلاء تیار کئے جنہوں نے برصغیر کی تاریخ کا رُخ موڑ دیا۔ وہ درس و تدریس، تصنیف و تالیف، تصوف و تزکیہ، تبلیغ و تذکیر اور جہاد و سیاست میں اوج کمال تک پہنچے۔ کوئی ایسا محاذ اور میدان علم و عمل نہیں رہ گیا جہاں علمائے دیوبند سب سے آگے اور نمایاں نہ ہوں۔

دارالعلوم نہ صرف ایک درسگاہ ثابت ہوئی بلکہ ایک خاص نظریے اور خاص طرزِ عمل کا مرکز بنا۔ جس نے کتاب و سنت کو صحیح طریقے سے اپنایا اور افراط و تفریط سے بچ کر اعتدال کی راہ اختیار کی۔ دین اسلام کی صحیح طریقے سے حفاظت کی اور ایسے عالم پیدا کئے جو علمیت کے لحاظ سے درجہ علیا پر فائز ہوئے تو عمل اور تقویٰ کا نمونہ بھی بنے علم اگر بغیر عمل کے ہو تو انسان میں تکبّر اور خود پسندی پیدا کرتا ہے لیکن دارالعلوم سے نکلے ہوئے علماء نے اگر ایک طرف دنیا کو اپنی علمیت سے متحیر کر دیا تو دوسری طرف ان کی تواضع و انکساری اور تقویٰ مرکز توجہ بنی۔ ان امتیازی خصوصیات کی بدولت وہ مرجع خلائق بنے۔ ان عظیم ہستیوں میں سے ایک دارالعلوم کے پہلا طالب علم شیخ العرب والعجم حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ ہیں۔ جنہوں نے چالیس سال دارالعلوم دیوبند میں درس حدیث دیا اور ایسے شاگرد تیار کئے جنہوں نے علم و عمل، رشد و ہدایت اور مذہب و ملت کی خدمت میں زبردست کمال حاصل کیا۔ ان ہزاروں شاگردوں میں سے چند نمایاں شاگردوں کے نام یہ ہیں: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ جنہوں نے ایک ہزار سے زائد تصانیف کی ہیں اور سینکڑوں مشائخ طریقت پیدا کئے۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ جنہوں نے مدینہ منورہ مسجد نبویؐ میں اور دارالعلوم دیوبند میں قرآن و حدیث کی بے بہا خدمات کیں۔ اور جہاد آزادی میں بے مثال قربانیاں دیں۔ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ جو تمام علوم و فنون میں ایک بے نظیر اور جامع عالم ثابت ہوئے اور دارالعلوم دیوبند میں گیارہ سال تک صدر مدرس کی حیثیت سے حدیث کی خدمت انجام دی۔ ایک ہزار سے زائد طلباء نے حدیث میں آپ سے استفادہ کیا اور سینکڑوں علماء و محدثین پیدا کئے۔ شیخ الاسلام حضرت العلامہ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ جنہوں نے دارالعلوم دیوبند میں کئی سالوں تک درس حدیث دیا اور دارالعلوم کے مہتمم بھی رہے۔ کافی تصانیف ہیں جن میں شرح مسلم زیادہ نمایاں ہے۔ تحریک پاکستان کی صفِ اوّل میں رہے، قیام پاکستان میں ان کی مساعی کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ اسی طرح حضرت شیخ الہندؒ کے تلامذہ میں امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ، ابو حنیفہ ہند مولانا مفتی کفایت اللہؒ، بطل حریت مولانا منصور انصاریؒ، شیخ الفقہ والادب مولانا اعزاز علیؒ، شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ، یادگار سلف اسیر مالٹا مولانا عزیر گل صاحب مدظلہٗ، بانی تبلیغی جماعت مبلغ اسلام مولانا محمد الیاسؒ اور امام المعقولین علامہ محمد ابراہیم بلیاویؒ۔

اگر یہ صحیح ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے تو تلامذہ شیخ الہندؒ جو جبال العلم تھے، کی زبردست علمی و عملی، اخلاقی و روحانی ملکی ملی تاریخی قومی اور سیاسی خدمات ایسی ہیں کہ ہر ایک کی زندگی کا ایک ایک ورق تاریخ کا ایک ایک باب ہے۔ حضرت شیخ الہندؒ کی شخصیّت و عظمت کے لئے صرف یہ کافی ہے کہ ان عظیم شخصیات کے استاد و مربّی تھے۔ شیخ الہندؒ نے بعض کتابیں بھی تصنیف کیں جن میں زیادہ نمایاں ترجمہ قرآن اور اس کا حاشیہ ہے جو آپ کی وفات کے بعد علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے مکمل کر دیا۔ دارالعلوم دیوبند تو بظاہر ایک درسگاہ اور علمی تحریک تھی لیکن حقیقت میں اس کا مقصد ایسے ذہن والے رجال کا تیار کرنا تھا جو ملک و قوم کو صحیح اسلامی راستہ پر گامزن کر دیں اور انگریز کی غلامی سے نجات دلا دیں۔ چنانچہ اسی غرض کی تکمیل کے لئے حضرت شیخ الہندؒ نے ۱۹۰۹ء میں اپنے شاگردوں کو دیوبند میں جمع کر کے جمعیۃ الانصار کی بنیاد ڈالی۔ مولانا عبید اللہ سندھیؒ جماعت کے سیکرٹری جنرل بنے۔ یہ جماعت

دارالعلوم دیوبند کی ترقی کے لئے کوشش کر رہی تھی لیکن آزادی کی تحریک کی ابتداء تھی اور اس میں یہ مقصد بھی تھا کہ مسلمانانِ ہند میں فرنگی گورنمنٹ کے خلاف نفرت و بغاوت پیدا کی جائے۔ اور لوگوں میں غلامی سے آزادی کا جذبہ پیدا ہو جائے بعد میں بعض اصحاب کی رائے یہ تھی کہ جمعیۃ الانصار کا کام صرف دارالعلوم کے امور تک محدود ہو اس لئے شیخ الہندؒ اور ان کے شاگرد رشید مولانا عبید اللہ سندھیؒ نے دہلی کو اپنا مرکز بنایا اور مولانا محمد علی جوہرؒ، مولانا ابوالکلام آزادؒ، ڈاکٹر انصاریؒ اور حکیم اجمل خانؒ کو اپنے ساتھ تحریک میں شامل کر لیا۔ اس کے بعد ریشمی رومال کی عظیم انقلابی تحریک خطوط کے ذریعے خفیہ طور پر شائع کر دی لیکن مولانا عبید اللہ سندھیؒ کا ایک خط جو ریشمی رومال پر لکھا گیا تھا۔ سی. آئی. اے نے معلوم کیا اسی وجہ سے تحریک کا نام "تحریک ریشمی رومال" پڑ گیا۔

ایک فوجی لشکر بھی بنایا گیا تھا جو "جنود ربانی" کے نام سے یاد کیا جاتا تھا جس کے سالار اعلیٰ حضرت شیخ الہندؒ تھے۔ مولانا عبید اللہ سندھیؒ قائم مقام سالار تھے۔ نائب سالاروں میں مولانا دین پوریؒ، حضرت امروٹیؒ، مولانا حسین احمد مدنیؒ، حاجی صاحب ترنگزئیؒ، مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا محمد علی جوہرؒ، اور ڈاکٹر انصاریؒ وغیرہ۔ معین سالار یعنی میجر جنرل ۱۵ حضرات ہیں ان میں علامہ سید سلیمان ندویؒ، مولانا قصوریؒ وغیرہ شامل تھے۔ کرنل حضرات کی فہرست میں ۲۴ کے قریب حضرات کے نام ہیں جن میں حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ مولانا محمد صادق کراچیؒ، اسیر مالٹا مولانا عزیر گل صاحب مدظلہٗ اور خواجہ عبدالحئی فاروقی شامل تھے۔ ۱۲ کے قریب لفٹننٹ کرنل اسی طرح میجر و کپتان وغیرہ علیحدہ فہرست ہے۔

"حضرت شیخ الہندؒ ترکی زعماء سے مل گئے تھے اور انگریز کے خلاف ایک طویل پروگرام بنا چکے تھے۔ لیکن قدرت کو منظور نہ تھا اور ۲۰ ستمبر ۱۹۱۶ء کو اپنے رفقاء (مولانا حسین احمد مدنیؒ، مولانا عزیر گل صاحب مدظلہٗ، حکیم نصرت حسین صاحب، مولوی وحید احمد صاحب) سمیت مکہ معظمہ میں گرفتار ہو گئے۔ اور تقریباً ۴ سال مالٹا جیل میں اسیر رہے۔ وہاں پر بہت سے مصائب و تکالیف برداشت کیں۔ ڈاکٹر اقبال حسن خان پی. ایچ. ڈی اپنی کتاب "شیخ الہندؒ" میں لکھتے ہیں۔

"حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ نے ۳۰ نومبر ۱۹۲۰ء کو وفات پائی۔ آپ کو ڈاکٹر انصاری مرحوم کی کوٹھی پر جب غسل کے لئے لٹایا گیا تو پیٹھ بالکل سیاہ ہو رہی تھی اور اس پر نشانات تھے لوگوں کو حیرت ہوئی کہ یہ کیونکر ہوئے آپ کے ان رفقاء نے جو اسارت مالٹا میں ساتھ تھے بتلایا کہ یہ نشانات ان دروں کے ہیں جو اسارت مالٹا میں آپ پر پڑتے رہے۔ انہوں نے بتایا کہ شیخ الہندؒ نے ہمیں ہدایت کی تھی کہ میرے سامنے ان مصائب کا جو مجھ پر ٹوٹ رہے ہیں کبھی ذکر نہ کرنا۔"

انہوں نے انگریز دشمنی میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا۔ انگریز تو اپنی طاقت پر بہت مغرور تھا جیسا کہ برطانیہ کے وزیر اعظم مسٹر گلیڈسٹون نے کہا تھا کہ "اگر آسمان بھی ہمارے سروں پر گرنا چاہیے تو ہم سنگینوں پر اسے تھام سکتے ہیں" لیکن شیخ الہندؒ اور علمائے دیوبند نے ان کا یہ دعویٰ اور غرور خاک میں ملا دیا۔ حضرت شیخ الہندؒ نے ترکِ موالات اور حکومت کے ساتھ عدم تعاون کا فیصلہ کر کے مجاہدین آزادی کے لئے طریقہ عمل متعین کر دیا۔ جس پر چل کر بالآخر برصغیر کے عوام نے ۱۹۴۷ء میں انگریز کو برصغیر سے بوریا بستر سمیٹنے پر مجبور کر دیا۔ وہ جانتے تھے کہ ہمارے خلاف نفرت و بغاوت کے اصل محرک دیوبند کے شیخ الہندؒ ہیں اور وہ ہمارے سب سے بڑے دشمن ہیں۔

چنانچہ یو. پی کے گورنر سر جیمس امنٹن نے حضرت شیخ الہندؒ کے بارے میں کہا تھا کہ "اگر اس شخص کو جلا کر خاک بھی کر دیا جائے تو وہ بھی اس کوچہ سے نہیں اُڑے گی جس میں کوئی انگریز ہوگا۔"

اسی طرح اس نے یہ بھی کہا تھا کہ "اگر اس شخص کی بوٹی بوٹی کر دی جائے تو ہر بوٹی سے انگریز کے خلاف عداوت ٹپکے گی۔"

(باقی ۱۶ پر)

ہم حق کے طرفدار ہیں، مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے طرفدار نہیں

از۔ ایم اصغر علی ایڈووکیٹ۔ موضع کھاڑک۔ لاہور

معلوم نہیں نوائے وقت اس کو شائع کرتا ہے یا نہیں اس لئے آپ کی خدمت میں روانہ کیا جا رہا ہے تاکہ ہفت روزہ خدام الدین میں شائع ہو سکے شکریہ۔

۱۱/۸۳-۱۴ کے نوائے وقت لاہور میں جناب عبداللطیف سیٹھی کا مضمون "مولانا حسین احمد مدنی ...... اور تقسیم ہند کا خدائی فیصلہ" پڑھ کر صدمہ ہوا۔ مزید غلط فہمیاں پیدا نہ ہوں اس لئے جناب محمد عبدالمجید صدیقی ایڈووکیٹ لاہور کی دونوں بے نظیر کتابوں "زیارت نبیؐ بحالت بیداری" اور "سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ" سے اس مضمون کے ضمن میں چند اقتباسات پیش کرنا ضروری ہو گیا ہے۔ صدیقی صاحب کی ان تصانیف کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ وہ تعصب، تنگ نظری اور فرقہ پرستی سے قطعاً پاک ہیں۔ علماء کرام اور بزرگان دین کا کامل احترام ہے اور تمام مضامین سینکڑوں نہایت مستند کتب کے حوالہ جات سے مالا مال ہیں۔

"سیرت النبیؐ بعد از وصال النبیؐ" (ناشر، مرحبا پبلی کیشنز امرت دھارا بلڈنگ لاہور) خواب نمبر ۲۹۰ صفحہ نمبر ۳۴۳ پر فرماتے ہیں "۱۹۴۶ء کا طوفانی دور گذر چکا تھا اور پاکستان کا خواب شرمندۂ تعبیر ہونے والا تھا۔ جمعیۃ العلماء ہند اور مسلم لیگ کی تاریخی کش مکش جاری تھی۔ اسی اثناء میں شیخ الاسلام حضرت حسین احمد مدنیؒ بہرائچ (یوپی۔ بھارت) کسی کام سے گئے۔ صبح کا وقت تھا۔ بہت سے حضرات ملاقات کو آگئے۔ کسی نے کہا حضرت بازار میں پانچ آنہ کا ایک خواب بک رہا ہے کہ سرکار ابد قرار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محمد علی جناح (قائد اعظمؒ) کو ایک جھنڈا دیا ہے...... یہ کہاں تک درست ہے؟ غصہ سے کسی نے تیز ہو کر کہا یہ سب جھوٹ ہے۔ مگر حضرت مدنیؒ نے فرمایا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر شخص کی خواب میں آسکتے ہیں۔ ممکن ہے محمد علی جناح نے بھی آپؐ کو خواب میں دیکھا ہو۔ (حضرت مدنیؒ کا تعلق جمعیۃ العلماء ہند سے تھا اور کانگریسی تھے جبکہ حضرت قائد اعظمؒ معمار پاکستان خالص مسلم لیگی تھے۔ آپس میں کش مکش کے باوجود حضرت مدنیؒ نے جس اعلیٰ ظرفی کا ثبوت دیا قابلِ داد ہے۔ آپ کا جواب سن کر تمام سامعین دم بخود رہ گئے)

(شیخ الاسلام نمبر روز نامہ الجمعیۃ دہلی، فروری ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۹۵۸ء ص۷۱)

اس کتاب کے ص ۳۱۵ پر یہ عبارت ہے "علماء دیوبند میں مولانا اشرف علی تھانویؒ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے علی الاعلان مسلم لیگ اور قائد اعظمؒ کی حمایت کی گو آپ کو قتل کی دھمکیاں دی گئیں۔ ۱۹۴۳ء میں نماز تہجد کے بعد ایک رات مراقب تھے کہ معاً کشفاً معلوم ہوا کہ پاکستان بن گیا۔ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور اپنے بھانجے مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کو طلب کیا اور فرمایا کہ میرا وقت آگیا ہے (۲۰ جولائی ۱۹۴۳ء کو بمقام تھانہ بھون وصال فرمایا) اگر زندہ رہتا تو پاکستان کے لئے خود کام کرتا۔ مشیت ایزدی یہی ہے کہ مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ خطہ زمین بنے۔ قیام پاکستان کے لئے

جو کچھ ہو سکے کر گذرنا۔ تم دونوں عثمانی ہو ایک عثمانی میرے اور دوسرا عثمانی قائد اعظمؒ کی نماز جنازہ پڑھائے گا اور یہی ہوا کہ مولانا ظفر احمد عثمانیؒ نے مولانا تھانویؒ کی اور مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے قائد اعظمؒ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ یہ بھی فرمایا کہ قائد اعظمؒ پاکستان بن جانے کے بعد فوت ہوں گے۔ یہ تمام باتیں لفظ بہ لفظ درست نکلیں۔ جید عالم آپ کے مرید اور خلیفہ ہوئے مثلاً علامہ سید سلیمان ندویؒ، مولانا عبدالماجد دریابادیؒ، مفتی محمد حسن امرتسری ثم لاہوریؒ، مولانا محمد رسول خانصاحب ہزارویؒ، مفتی محمد شفیعؒ، قاری محمد طیبؒ وغیرہ۔ دارالعلوم دیوبند کے چار بڑے عہدے داروں میں تین پاکستان کے حامی تھے۔ سرپرست مولانا تھانویؒ، صدر مہتمم مولانا شبیر احمد عثمانیؒ مہتمم قاری محمد طیبؒ، البتہ صدر مدرس مولانا حسین احمد مدنیؒ کا اختلاف بھی کسی غرض پر نہیں بلکہ دیانت اور خلوص پر مبنی تھا۔"

زیارت نبیؐ بحالت بیداری (ناشر، مرحبا پبلی کیشنز، امرت دھارا بلڈنگ لاہور) کے صفحہ ۱۵۲/۱۵۳ پر تحریر ہے "قیام پاکستان سے کچھ عرصہ قبل حضرت مدنیؒ سلہٹ پہنچے جن بزرگ کے یہاں قیام تھا ایک رات تہجد کے وقت حضرت مدنیؒ نے ان سے فرمایا کہ آج عالم بالا میں ہند کی تقسیم کا فیصلہ ہو کر پاکستان کے وجود میں آنے کا بھی فیصلہ ہو گیا ہے۔ یہ سن کر ان بزرگ نے فرمایا کہ جب یہی سب کچھ ہے تو اب پاکستان کے خلاف مہم میں حصہ لینے سے کیا فائدہ؟ اس پر مولانا مدنیؒ نے فرمایا کہ یہ فیصلہ تقدیر کا ہے جبکہ ہم اپنی تدبیر میں مسلسل لگے رہیں گے۔ معلوم ہوا کہ عذر تقدیر یعنی تدبیر کے لئے موت کا اعلان نہ ہونا چاہیئے۔ (ماخوذ ص ۲۴۳ از نقش دوام یعنی حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کے سوانح و علمی و عملی شاہکار وغیرہ کا جائزہ از مولانا انظر شاہ مسعودی۔ المکتبۃ البنوریہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی ۵)

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان معرض وجود میں آگیا تو یہی حضرت مدنیؒ اور مولانا ابوالکلام آزادؒ تھے جنہوں نے فی الفور پاکستان کی مخالفت ترک کر کے چن چن کر قابل مسلمانوں کو بھارت سے پاکستان بھیجنا شروع کیا۔ اور فرمایا کہ قیام پاکستان کے وقت کچھ مخالفت تھی۔ اب جبکہ وہ وجود میں آگیا ہے تو اس کی عزت و حرمت مثل خانہ خدا کے ہے اب اس کو ہر صورت قائم رکھنا ہے اور اسے مضبوط سے مضبوط تر بنانے کے لئے ہر ممکن سعی اور کوشش کرنی ہے۔ جنگ آزادئ ہند میں مولانا مدنیؒ صف اوّل کے لیڈر تھے۔ دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس اور ناظم تعلیمات کی حیثیت سے ۳۲ سال خدمت انجام دی۔ "نقش حیات" دو جلدوں میں آپ کی سوانح حیات ہے جو پُر از معلومات تاریخی دستاویز بھی ہے اور پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

"نقش حیات" کے مقدمہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مدنیؒ کو بار بار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت با برکت کا شرف حاصل ہوا ہے۔" زیارت نبیؐ بحالت بیداری "حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت پاک کا شرف حاصل ہوا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:—

۱۔ مدینہ منورہ میں قبلہ جنوب کی جانب ہے۔ گنبد خضرا مشرقی گوشہ میں ہے مغرب کی جانب باب الرحمۃ کے متصل دالان میں حضرت مدنیؒ درس دے رہے تھے۔ گنبد خضرا کی جالیاں سامنے تھیں۔ تلامذہ میں سے ایک کو "حیات النبی" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق کافی شکوک تھے۔ دوران درس انہوں نے ایک بار جو نظر اٹھا کر دیکھا تو نہ قبہ خضرا تھا نہ جالیاں بلکہ سید البشر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے۔ انہوں نے کچھ کہنا چاہا شاید دوسرے طلباء کو متوجہ کرنا چاہتے ہوں کہ حضرت مدنیؒ نے اشارہ سے انہیں منع کر دیا۔ اب جو دیکھتے ہیں تو پھر تمام چیزیں اپنی پہلی حالت پر موجود تھیں (شیخ الاسلام نمبر ص ۴۰ پر مولانا احمد حسین صاحب لاہرپوری نے شیخ الاسلام حضرت حسین احمد مدنیؒ پر جو مضمون لکھا ہے اس میں یہ واقعہ بیان کیا ہے) (شیخ الاسلام کی زندگی کے حیرت انگیز واقعات ص ۳۱ از ابوالحسن بارہ بنکوی، مکتبہ رشیدیہ، قاری منزل پاکستان چوک کراچی) (سیرت النبیؐ

بعد از وصال النبیؐ صفحہ ۴۴۳ تا ۴۴۵)

۲۔ حضرت مدنیؒ فرماتے ہیں کہ ایک روز دوران قیام مدینہ طیبہ میں اشعار کی ایک کتاب دیکھ رہا تھا۔ اس میں ایک مصرعہ تھا۔

ع ہاں اے حبیب رخ سے ہٹادو نقاب کو

مجھے یہ اس وقت بہت بھلا معلوم ہوا میں مسجد نبویؐ میں حاضر ہوا اور مواجہ شریف میں بعد ادائے آداب وکلمات مشروعہ انہی الفاظ کو پڑھنا اور شوق دیدار میں رونا شروع کر دیا۔ دیر تک یہی حالت رہی جس پر یہ محسوس ہونے لگا کہ مجھ میں اور حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کچھ حجاب دیواروں اور جالیوں وغیرہ کا نہیں اور آپؐ کرسی پر سامنے جلوہ افروز ہیں۔ آپؐ کا چہرہ انور سامنے ہے اور بہت چمک رہا ہے (نقش حیات حصہ اول صہ۹۲، ناشر: مکتبہ دینیہ دیوبند بھارت)

سیٹھی صاحب کو مغالطہ ہوا ہے۔ صدیقی صاحب حضرت مدنیؒ کو نہ کوئی ولی ظاہر کر رہے ہیں نہ خدا رسیدہ بزرگ۔ اپنے مؤقف کو ثابت کرنے کے لئے انہوں نے نہایت مستند کتب سے مستند واقعات درج کئے ہیں اور صاحب واقع یا صاحب خواب کا تعارف کرایا ہے اور اگر ان سے متعلق کوئی اہم بات ہے تو اس کا بھی ذکر کر دیا ہے۔

البتہ اپنی جانب سے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ کروڑوں کی تعداد میں جو مسلمان بھارت میں رہ گئے تھے آخر ان کو بھی تو قائدین رہبروں اور لیڈروں کی ضرورت تھی۔ ہم ہزار حضرت مدنیؒ کے سیاسی نظریات سے اختلاف رکھیں لیکن یہ امر مسلمہ ہے کہ وہ اپنے دور کے جید ترین عالم اور بے مثل بزرگ تھے۔ اسیر مالٹا شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ قدس سرہ کے محبوب شاگرد قطب دوراں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ کے صحبت یافتہ اور امام الوقت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ کے خلیفہ اجل! ان کا دن علمی اور سیاسی بساط پر گذرتا تھا اور رات مصلے پر اللہ تعالیٰ کے حضور۔ وہ تو ولی گر تھے اور عالم کی حیثیت سے بھی سینکڑوں نہیں ہزاروں شاگرد اس شان کے چھوڑ گئے۔

اظہار حق میں عار محسوس نہیں کرنا چاہئے۔ مگر میں سیٹھی صاحب سے یہی درخواست کروں گا کہ مذکورہ بالا کتب کا مطالعہ فرمائیں۔ انشاء اللہ ان پر حقیقت آشکارا ہو جائے گی۔ وما

مرتب: ظہیر میر

شب وروز

۲۲۔ نومبر بروز منگل: مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ دروازہ لاہور میں حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی کی زیر صدارت مجلس تحفظ ختم نبوت کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں تمام مکاتیب فکر کے سرکردہ راہنماؤں نے شرکت کی۔ اجلاس میں شرکت کرنے والوں میں مولانا عبد الستار نیازی، مولانا اکبر ساقی، مولانا زاہد الراشدی، مولانا میاں محمد اجمل قادری، مولانا محمد شریف جالندھری، مولانا تاج محمود، مولانا امیر حسین شاہ گیلانی، مولانا احسان الٰہی ظہیر، مولانا گلزار احمد مظاہری، ملک غلام جیلانی، محبوب علی شمسی، مولانا عبد القادر روپڑی، مولانا غضنفر علی کراروی، اور دوسرے سرکردہ علماء کرام قابلِ ذکر ہیں۔ اجلاس میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر متحد ومتفق ہو کر مرزائیوں کے خلاف کام کرنے کے لئے لائحہ عمل پر غور کیا گیا۔ اور ایک کنوینگ کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا۔

۲۴۔ نومبر بروز جمعرات: دس بجے صبح مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی کنوینگ کمیٹی کا اجلاس مولانا محمد شریف جالندھری کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اجلاس میں مولانا زاہد الراشدی، مولانا میاں محمد اجمل قادری، علامہ احسان الٰہی ظہیر، جناب میاں مسعود اور علامہ سلطان احمد نے شرکت کی۔ اجلاس میں مختلف امور پر غور وخوض کیا گیا۔

بعد نماز مغرب حسب معمول جامع مسجد شیرانوالہ میں حضرت اقدس مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم العالیہ نے مجلس ذکر منعقد کرائی۔ نماز عشاء کے بعد لوگوں سے انفرادی اور اجتماعی ملاقات فرمائی۔ لوگوں کے مسائل سنتے اور ہدایات سے نوازا۔ حکیم عبد الرحیم صاحب اشرف رات گیارہ بجے مسجد شیرانوالہ میں حضرت اقدس سے ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ تقریباً ۲ گھنٹے تک علیحدگی میں ملاقات ہوئی۔

۲۵۔ نومبر بروز جمعۃ المبارک: حسب معمول حضرت اقدس نے جامع مسجد شیرانوالہ میں نماز جمعہ پڑھائی اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ نماز کے بعد مختلف حضرات نے حضرت اقدس سے ملاقات کی۔ اپنے مسائل بیان کئے۔ حضرت اقدس نے ان کی تسلی وتشفی فرمائی۔

۲۷۔ نومبر بروز اتوار: حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب گوجرانوالہ تشریف لے گئے۔ بعد نماز مغرب جامع مسجد گلی لانگریاں والی میں مجلسِ ذکر منعقد کرائی۔ مجلسِ ذکر میں سینکڑوں افراد نے شرکت کی۔ میاں صاحب نے ذکر اللہ کی اہمیت پر خطاب فرمایا۔ بعد نماز عشاء اسی مسجد میں مدرسہ کا سالانہ جلسہ زیر صدارت مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب منعقد ہوا۔ خطیب اسلام حضرت مولانا محمد اجمل خان صاحب نے معرکۃ الآرا خطاب فرمایا۔

۲۸۔ نومبر بروز سوموار: جمعیۃ علماء پاکستان کے دفتر میں سہ جماعتی اتحاد کے سلسلہ میں ایک اہم اجلاس منعقد ہوا جس میں عملی طور پر تینوں جماعتوں کے راہنماؤں نے اکٹھے مل کر کام کرنے کے سلسلہ میں ایک دستاویز پر دستخط کئے۔ اجلاس میں مولانا زاہد الراشدی صاحب، مولانا حمید الرحمٰن صاحب، مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب، مولانا عبد الوحید صاحب، مولانا عبد الستار خان نیازی صاحب، مولانا محمد اکبر ساقی صاحب، میاں مسعود صاحب، پیر اعجاز احمد ہاشمی، علامہ احسان الٰہی ظہیر، اور دوسرے راہنماؤں نے شرکت کی۔

۳۰۔ نومبر بروز بدھ: مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ دروازہ میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت، پاکستان کی کنوینگ کمیٹی کا اجلاس بعد نماز مغرب منعقد ہوا۔ اجلاس میں مولانا محمد شریف جالندھری، مولانا زاہد الراشدی، مولانا میاں محمد اجمل قادری، مولانا عبد الوحید، جناب میاں مسعود اور علامہ سلطان احمد نے شرکت کی۔ اجلاس میں گیارہ دسمبر کو مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے کنونشن اور کانفرنس کی تیاری کے سلسلہ میں غور و خوض کیا گیا۔ اسی شام مولانا ضیاء القاسمی اور مولانا امداد الحسن نعمانی بھی تشریف لائے اور صاحبزادہ مولانا میاں میاں محمد اجمل قادری صاحب سے ملاقات فرمائی۔ جونگل شکار پور صوبہ سندھ سے بھی ایک وفد نے مدرسہ قاسم العلوم میں میاں صاحب سے ملاقات کی اور جماعتی امور پر تبادلہ خیالات کیا۔

یکم دسمبر بروز جمعرات: حضرت اقدس دامت برکاتہم نے حسب معمول جامع مسجد شیرانوالہ میں مجلس ذکر منعقد کرائی نماز عشاء کے بعد لوگوں کے مسائل سُن کر اُن کی تسلّی و تشفی فرمائی۔ اسی شام مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ دروازہ میں مولانا میاں محمد اجمل قادری کی زیر صدارت ایک اہم اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں لاہور کے مختلف علاقوں سے علماء کرام اور جمعیۃ طلباء اسلام کے ساتھیوں نے شرکت کی۔ حضرت مولانا ضیاء القاسمی صاحب اور مولانا امداد الحسن نعمانی صاحب خصوصی دعوت پر شریک ہوئے۔ اجلاس میں نوائے وقت اخبار کے خلاف غم و غصہ کا اظہار کیا گیا۔ یاد رہے کہ ۱۷ نومبر کے نوائے وقت لاہور میں عبد اللطیف سیٹھی نے ایک مضمون لکھا جس میں اکابرین علماء دیوبند پر کیچڑ اچھالا اجلاس کے شرکاء نے حکومت سے روز نامہ نوائے وقت کے خلاف سخت کاروائی کا مطالبہ کیا۔

۲۔ دسمبر بروز جمعۃ المبارک: حضرت اقدس نے جامع مسجد شیرانوالہ میں نماز جمعہ پڑھائی خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور نماز کے بعد لوگوں کے مسائل سُنے اور ہدایات دیں۔

۳۔ دسمبر بروز ہفتہ: مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ میں روز نامہ نوائے وقت کے ہرزہ سرائی پر احتجاج کے لئے ایک مشاورتی اجلاس زیر صدارت مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب منعقد ہوا۔ اجلاس میں صاحبزادہ سعید الرحمٰن احمد آف گلبرگ، مولانا حسین احمد قاسمی، مولانا سیف اللہ اکرم، صاحبزادہ مولانا میاں عبد الرحمٰن اور جمعیۃ طلباء اسلام کے مرکزی راہنماؤں نے شرکت کی۔

۴۔ دسمبر بروز اتوار: حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب کی ہدایت پر جمعیۃ طلباء اسلام کے مرکزی راہنماؤں نے لاہور کے مختلف مدارس کا دَورہ کیا اور وہاں طلباء کرام سے خطاب کیا۔ احقر ظہیر میر اور جناب خالد محمود ڈلو نے جامعہ اشرفیہ، جامعہ مدنیہ، جامعہ قاسمیہ، اور دوسرے مدارس میں طلباء کے بھرپور اجتماعات سے خطاب کیا۔ ان میں طلباء کرام کو نوائے وقت کی شر انگیزی سے آگاہ کیا گیا۔

۶۔ دسمبر بروز منگل: دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت میں مجلس عمل کی کنوینگ کمیٹی کے راہنماؤں اور ورکروں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

۸۔ دسمبر بروز جمعرات: چاند کی پہلی جمعرات ہونے کی وجہ سے حسب معمول جامع مسجد شیرانوالہ میں آیت کریمہ پڑھی گئی۔ حضرت اقدس نے نماز عشاء کے بعد دعا کرائی۔ اور نمازوں کے بعد سینکڑوں لوگوں کے مسائل سُنے اور انہیں ہدایات سے نوازا۔

اسی دن بعد نماز ظہر جمعیۃ طلباء اسلام کے زیر اہتمام جامع مسجد شہداء مال روڈ پر نوائے وقت کی شر انگیزی کے خلاف ایک احتجاجی جلسۂ عام منعقد ہوا۔ جلسہ عام سے حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری، مولانا محمد اسلم صاحب، اور جمعیۃ طلباء اسلام کے راہنماؤں ظہیر میر، جناب خالد محمود ڈلو، جناب میاں قدرت اللہ عارف، جناب خالد محمود ڈیپو اور دوسرے ساتھیوں نے خطاب کیا۔

۹۔ دسمبر بروز جمعۃ المبارک: حضرت اقدس نے حسب معمول نماز جمعہ پڑھائی خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور نماز کے بعد لوگوں کے مسائل سُنے۔ اُن کی

تسلّی و تشفی فرمائی۔ بعد نماز مغرب مجلس تحفظ ختم نبوت کی کنوینگ کمیٹی کا اجلاس جمعیۃ علماء پاکستان کے راہنما جناب میاں مسعود کے ہاں منعقد ہوا۔ تمام جماعتوں کے کارکنان اور سرکردہ راہنماؤں نے شرکت کی۔

۱۱۔ دسمبر بروز اتوار: مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۱۰ بجے صبح جامع مسجد شیرانوالہ میں آل پارٹیز ختم نبوت کنونشن منعقد ہوا جس میں تمام مکاتب فکر کے سرکردہ راہنماؤں نے شرکت کی۔ یہ اجلاس نماز عصر تک چلتا رہا۔ اِس کنونشن میں مرکزی مجلسِ عمل کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔ جس میں تمام جماعتوں کے نمائندہ حضرات شامل ہیں۔ بعد نماز عشاء جامع مسجد شہداء لاہور میں آل پارٹیز ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ تمام جماعتوں کے نمائندوں نے خطاب کیا۔

۱۵۔ دسمبر بروز جمعرات: حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری صبح گیارہ بجے کی فلائیٹ سے کراچی تشریف لے گئے۔ کراچی ایئرپورٹ پر بھائی حاجی سرفراز صاحب، مولانا عبد الرشید انصاری صاحب، مولانا محمد نقشبندی نے اپنے رفقاء کے ساتھ میاں صاحب کا استقبال کیا۔ ایئرپورٹ سے سیدھے میاں صاحب حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک پرانے خادم اور سابق وزیر بحالیات جناب مولا بخش سومرو کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ مولا بخش صاحب کے صاحبزادے جناب احمد بخش سومرو صاحب نے استقبال کیا ——— جناب مولا بخش صاحب کے صاحبزادے جناب احمد بخش سومرو کی اہلیہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ممتاز شاگردوں میں سے ہے۔ انھوں نے اپنی طالب علمی کے زمانہ میں قرآن عزیز کی کلاس میں اول پوزیشن حاصل کی تھی۔ نماز مغرب کے بعد میاں صاحب نے جامع مسجد خدام الدین میں مجلسِ ذکر منعقد کرائی اور خطاب فرمایا۔ احباب نے فرداً فرداً ملاقات کی اور اپنے مسائل سُنا کر راہنمائی حاصل کی۔ رات بعد نماز عشاء پاکستان سُنّی کونسل کے زیر اہتمام بارہ روزہ سیرت کانفرنس کے سلسلہ میں خالق دینا ہال کراچی میں ایک عظیم الشان جلسۂ عام سے میاں صاحب نے خطاب فرمایا۔ اِن اجتماعات کی خصوصیت یہ ہے کہ ہر مقرر کو ایک مقررہ موضوع پر تقریر کرنا ہوتی ہے اور پھر بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس اجتماع میں تقریر کرنے والے مقرر کی آواز ٹیلیفون کی لائنوں کے ذریعہ شہر کی تمام بڑی مساجد میں لاؤڈ سپیکروں پر سنی جاتی ہے۔ اِن مساجد میں کثیر تعداد میں لوگ براہِ راست اِن تقریروں سے مستفیض ہوتے ہیں۔ صاحبزادہ مولانا میاں محمد اجمل قادری مدظلہ العالی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا جن کا شمار ممتاز اُمّہات المؤمنین میں ہوتا ہے، کی سیرت طیبہ پر مفصل خطاب فرمایا۔ رات حضرت کے پرانے خادم محترم حاجی یوسف صاحب کے ہاں قیام ہوا۔ سینکڑوں احباب نے بذریعہ ٹیلیفون اور خود حاضر ہو کر میاں صاحب سے ملاقات کی۔ اپنے روحانی اسباق سُنائے اور اپنے مسائل کے سلسلہ میں راہنمائی حاصل کی۔

۱۶۔ دسمبر بروز جمعۃ المبارک: حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب نے جامع مسجد خدام الدین کراچی میں نماز جمعہ پڑھائی خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ نماز جمعہ کے بعد کثیر تعداد میں لوگوں نے میاں صاحب سے ملاقات کی۔ اپنے روحانی اسباق سُنائے۔ مسائل بیان کئے اور ہدایات لیں۔ نماز عصر کے بعد ہفت روزہ اخبار جہاں کے ایڈیٹر اور ملک کے ممتاز صحافی جناب اقبال احمد صدیقی نے میاں صاحب کے اعزاز میں ایک دعوت استقبالیہ کا اہتمام کیا۔ اِس استقبالیہ میں عراق کے کونسل جنرل اعلیٰ سفارتی افسران اور ممتاز علماء کرام نے شرکت کی۔ فیصل آباد سے ممتاز علماء کرام کا ایک وفد جو سیرت کانفرنسوں میں شرکت کے لئے کراچی آیا ہوا تھا۔ یہ وفد بھی اِس استقبالیہ میں شریک ہوا۔ جن احباب کو میاں صاحب کی کراچی آمد کی اطلاع ہوتی رہی وہ حاجی یوسف صاحب کے ہاں میاں صاحب سے ملاقات کے لئے آتے رہے۔ حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے جناب میاں ظہیر الحق صاحب بھی اپنے اہلِ خانہ

(باقی ۱۱ پر)

تعارف وتبصرہ

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کی دو جلدیں دفتر میں ضرور بھیجئے ——— مدیر

اسلام کی نشاۃ ثانیہ

قرآن کی نظر میں

از مولانا محمد شہاب الدین ندوی
قیمت :- ۶۰/- روپے
ملنے کا پتہ : مجلس نشریات اسلام
۱-کے-۳ ناظم آباد ۵۳ کراچی ۱۸

ظاہری اور معنوی محاسن اور خوبیوں سے آراستہ یہ کتاب فرقانیہ اکادمی بنگلور انڈیا کے ناظم مولانا محمد شہاب الدین ندوی کے قلم سے ہے جس کا مقصد مصنف کے نزدیک یہ ہے :-

"اس کتاب کا موضوع قرآنی نظریہ خلافت اور اس کا فلسفۂ تمدن و اجتماع ہے' عصر جدید میں عالم انسانی کو جن مسائل و مشکلات کا سامنا ہے ان کا حل نکالنے کی خاطر خلافت ارضی پر بالکل ایک نئے نقطۂ نظر سے بحث کی گئی ہے اور قطعی و محکم دلائل کی روشنی میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ خلافت ارض کی تکمیل یا اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا قیام اس وقت تک ممکن نہیں ہو سکتا جب تک مسلمان اپنے دین پر ثابت قدم رہتے ہوئے جدید علوم و فنون یا سائنس و ٹیکنالوجی میں بھی کمال حاصل کر کے دین ابدی کی ہر حیثیت سے بقا و استحکام کا سامان پیدا نہ کر لیں۔"

کتاب کے فاضل مقدمہ نگار مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مقدمہ کے اختتام پر لکھتے ہیں :

"ہماری دعا ہے کہ مصنف عزیز نے قرآن فہمی کے جن نئے گوشوں کو اجاگر کیا ہے اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے جس فکر و نظر کی ضرورت ظاہر کی ہے اسے ہماری ملّت کے خواص اور اہل علم بھی محسوس کر سکیں اور انہیں اس کارِ عظیم میں حصّہ لینے کی سعادت حاصل ہو اور مصنف کو قرآن مجید کی مزید خدمت کی توفیق [illegible] ارزاں ہو، اور وہ دین و ملّت کی بہتر سے بہتر خدمت کر سکیں۔"

فاضل مصنّف اور مقدمہ نگار کے یہ دو اقتباس کتاب کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے کافی ہیں ۵۷۱ صفحہ کی یہ کتاب ۱۵۰ عربی' اردو' اور انگریزی کتابوں کے عمیق مطالعہ کے بعد مرتّب کی گئی ہے اس میں ۸ ابواب ہیں۔ خلافت ارض اور علم اسماء — (۲) تسخیر اشیاء اور نعمہائے الٰہیہ۔ (۳) خلافت ارض کے لئے علم کیمیا اور طبیعات کی اہمیت (۴) خلافتِ ارض اور اسلام کا تاریخی کردار۔ (۵) خلافتِ ارض اور مسلم حکومتوں کے فرائض (۶) خلافت ارض اور علماء کی ذمہ داریاں (۷) خلافت کی تکمیل یا اسلام کی نشاۃ ثانیہ۔ (۸) امّت اسلامیہ کی ایک مجلس اعلیٰ کی تشکیل کی ضرورت — یہ ہیں عنوانات ان آٹھ ابواب کے جن کے گرد کتاب گھومتی ہے — ہر باب میں متعدد ذیلی عنوانات ہیں لیکن محض انہی آٹھ عنوانات سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ مصنف کیا کہنا چاہتے ہیں ؟ صراط مستقیم پر قائم رہ کر تمدن جدید کے معاملہ میں مسلمان قوم کا مؤثر کردار ہی اس کی عظمت کا کفیل و ضامن ہو سکتا ہے اور اسی لئے مصنف نے یہ کاوش کی ہے۔ وہ اس سے قبل کئی کتابیں لکھ چکے ہیں جو مارکیٹ میں آ چکی ہیں یہ کتاب کہنا چاہئے ان کا عظیم شاہکار ہے جو برگشتہ مسلمانوں کے لئے پیغام حیات کی حیثیت رکھتا ہے۔ مصنّف کے ساتھ ساتھ مکرم مولانا فضل ربی ندوی کا ممنون ہونا ضروری ہے۔ جنہوں نے اس عظیم کتاب کو نہایت خوبصورتی سے اہل پاکستان کے لئے چھاپا ——— اللہ تعالیٰ نوجوانان عزیز کو بالخصوص اس کے مطالعہ اور اس سے استفادہ کی توفیق دے۔

دیہاتی رومان

از : چودھری افضل حق مرحوم
قیمت ۳/- روپے
ملنے کا پتہ : دانش کدہ مکتب ادارہ مطالعہ تاریخ و تحقیق ۹۲ سلام پورہ سرگودھا

مشہور ادیب ، قائد احرار ، چودھری افضل حق مرحوم کا یہ قابل قدر مختصر لیکن جامع اور وقیع کتابچہ عزیزی زاہد منیر عامر سلمہ کی کاوش سے ۴۰ برس بعد شائع ہوا ہے۔ چودھری صاحب خلد آشیانی ایک مخلص اور متقی انسان تھے، حریت و آزادی کی خاطر انہوں نے بے پناہ صعوبتیں برداشت کیں۔ احرار رہنماؤں میں وہ صفِ اوّل کے انسان تھے احرار کا دماغ تھے اور ساتھ ہی صاحبِ طرز ادیب اور انشاپردازی کے ایک مستقل اسکول کے بانی —— وہ اس بات کے جی جان سے دشمن تھے کہ بنی نوع انسان اس طرح تفریق کا شکار ہو کہ ایک محدود طبقہ وسائل حیات پر قابض ہو تو دھرتی کے اکثر لوگ بنیادی ضروریات سے محروم۔

اسلام کے نام نہاد ٹھیکیداروں نے ان کی زندگی میں انہیں کوسا، اب بھی وہ بھڑک اٹھیں گے لیکن واقعہ یہ ہے کہ معاش کے باہمی فرق کو تسلیم کرنے کے باوصف انسانیت کی تذلیل کے لئے کوئی وجہ جواز نہیں۔ شہر یا قصبہ یا گاؤں کی زندگی پر دو چار افراد یا خاندان قابض ہوں اس کی دینِ فطرت قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ دیہاتی آبادی جو غالب آبادی ہے اس کے باشندے ایسے ستم کا زیادہ شکار ہوئے ہیں حفظان صحت کے اصول ہوں یا پیٹ بھر کر روٹی کا مسئلہ وہ غریب سب سے محروم ہوتے ہیں — جاگیردار کے رحم و کرم پر ان کی زندگی کا انحصار ہوتا ہے اور اس غلامی کی سی زندگی میں پھر جو خرابیاں انہیں گھن کی طرح چاٹنا شروع کر دیتی ہیں وہ اس پر مستزاد ہیں۔

چودھری صاحب کا پُر بہار قلم افسانوی انداز میں رواں ندی کی مانند چلتا ہے اور انسانی عظمتوں کو گہنانے والے افراد کو بے نقاب کرتا ہوا دکھی اور ستم رسیدہ انسانیت کے حوصلہ مند مرد و خواتین کے کردار میں روشنی بکھیرتا حیاتِ نو کا سبق دیتا ہے۔ مختصر تحریر لیکن دریا بکوزہ کی مثال۔ نوجوان عزیز زاہد میاں نے نہایت خوبی سے اس رسالہ کو چھاپا ہے۔ وقت کے جابرانہ اور جاگیردارانہ ماحول کی تاریکی کو سمیٹنے کے لیے یہ رسالہ انتہائی سبق آموز ہوگا۔ بکثرت پھیلائیں اور قومی فرض ادا کریں۔

مجموعہ

درس نظامی کے ابتدائی رسائل میں اس مجموعہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے میزان الصرف ، فوائد نافلہ، مفیدہ ، منشور، منظوم اور شجرہ شامل ہیں۔ اس نسخہ کی اہمیت یہ ہے کہ لکھنؤ کے مشہور مطبع نولکشور اشاعت ۱۹۴۹ء کا یہ عکس ہے اور اس پر مولانا محمد مرتضیٰ صاحب بندوی اعظمی کا نہایت مفید اردو حاشیہ درج ہے۔ جس کے ذریعہ کتاب نہ صرف سہل ہو گئی ہے بلکہ قابل قدر معلومات کا اضافہ

اس طرح ہو گیا ہے۔ ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی لاہور نے اس مفید نسخہ کو شائع کر دیا ہے جو طلباء کے لئے گرانقدر چیز ہے۔

محمد اسد کی مذہبی حیثیت

انصاری کمیشن کے مشیر علامہ محمد اسد سے متعلق فاضل مکرم مولانا محمد یوسف لدھیانوی کی ادارتی تحریر اور اسد صاحب کے گمراہ کن تفسیری خیالات اس رسالہ سے معلوم ہو سکیں گے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور سے یہ رسالہ حاصل کریں۔

خبردار ہوشیار خبردار

جمعرات ۲۲ دسمبر کو کوئی شریف آدمی عملے کی بہت زیادہ مصروفیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انجمن خدام الدین کی رسید بک سے رسید نمبر ۹۶ پھاڑ کرلے گیا ہے اگر کسی صاحب کو اس رسید نمبر کا علم ہو تو ادارہ خدام الدین کو ضرور مطلع کریں۔ پولیس میں رپورٹ درج کروا دی گئی ہے۔

ناظم انجمن خدام الدین، شیرانوالہ گیٹ، لاہور

مسلک اہلسنت والجماعت حنفی دیوبندی سے تعلق رکھنے والے

بغیر قرعہ اندازی حج

پر

جانے کے خواہشمند حضرات متوجہ ہوں

ہم نے اس سال اپنے ساتھیوں کو حج پر بھجوانے کا خصوصی بندوبست کیا ہے۔ جو حضرات حج پر جانا چاہیں ان سے درخواست ہے کہ فوراً بذریعہ خط زیر دستخطی کو مطلع فرمائیں اور اپنا طبی معائنہ کروا کر فارم پر کرنے کے لئے ۲۵۰۰۰ روپے کا انتظام فرمائیں۔

مزید تفصیلات کے لئے

ناظم سلسلہ عالیہ قادریہ راشدیہ شیرانوالہ دروازہ لاہور

منظور شدہ محکمہ تعلیم ۱۔ لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۲/۱۶۳۴۲ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۹ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۲۷-۸۱-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۱ء ۳۔ کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۲۹/۹/۶۷-۲۷۰۹ D.D مورخہ ۴ اگست ۶۴ ۴۔ راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر ۲ G.M/۴۰-۱۵۴۱۰ مورخہ ۳ تاریخ ۶۷ء